إن الفضل بيد الله يؤتيه من يشاء ۔ عسىٰ أن يبعثك ربك مقاماً محموداً

الفضل قادیان

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵

ہفتہ میں تین بار

ایڈیٹر۔ غلام نبی

فی پرچہ ۲ر

The ALFAZL QADIAN

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند ۶ عہ

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۳ عہ

نمبر ۱۰۲ | مورخہ ۲۵ فروری ۱۹۳۲ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۱۷ شوال ۱۳۵۰ھ | جلد ۱۹

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز گو گو اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے پہلے کی نسبت افاقہ ہے۔ تاہم ابھی بخار اور سر درد کی شکایت ہے۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے صاحبزادگان وسیم احمد اور انور احمد بخار و کھانسی سے بیمار ہیں۔ ان کے لئے بھی دعائے صحت کی جائے ؎

جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے ماتحت ۲۳۔ فروری جموں تشریف لے گئے ؎

کشمیر میں احمدیوں کی گرفتاریاں

احمدی اصحاب اپنی خدمات پیش کریں

علاقہ کشمیر کے متعلق معتبر اطلاعات سے معلوم ہوا ہے۔ کہ احمدی اصحاب کو خاص طور پر نشانہ تشدد بنایا جارہا ہے۔ اور ہر قسم کی تکالیف دی جارہی ہیں۔ چنانچہ تازہ خبر ہے کہ موضع روزہ کے ایک احمدی خاندان کو جو ایک باپ اور دو بیٹوں پر مشتمل ہے پولیس نے حکم دے دیا ہے۔ کہ اس کا کوئی فرد کسی صورت میں بھی گھر سے باہر نہ نکلے۔ خواہ کتنی مجبوری پیش آئے۔ ورنہ جیلخانہ میں بھیج دیا جائے گا۔ اس طرح ان کو کاروبار کرنے سے قطعاً روک دیا گیا ہے۔ اور بغیر کوئی وجہ بتائے نظر بند کر دیا گیا ہے ؎

اسی طرح بانڈہ پور کے مولوی محی الدین صاحب کے مکان کی ان کی عدم موجودگی میں نائب تحصیلدار۔ ڈپٹی انسپکٹر پولیس نے مسلح پولیس ساتھ لیکر تلاشی کی۔ اور ان کی بہت سی کتب وغیرہ اپنے قبضہ میں کرلیں خیال کیا جاتا ہے۔ کہ مولوی صاحب اس وقت تک گرفتار ہو چکے ہونگے۔ یا بہت جلد کر لئے جائیں گے ؎

ایک اور اطلاع یہ ہے۔ کہ مولوی عبد الواحد صاحب مولوی فاضل مبلغ کو ۱۴۔ فروری مظفر آباد میں بلاوجہ گرفتار کرلیا گیا۔ انہوں نے کوئی تقریر نہیں کی۔ کوئی لیکچر نہیں دیا صرف ریاست کی حدود میں ان کی موجودگی اور مسلمانوں کو اسلام کی تعلیم دینا ان کے لئے جرم بن گیا۔ حالانکہ وہ ریاست کے ہی باشندے ہیں۔ اور تعلیم اسلام سے ناواقف مسلمانوں کی تعلیم و تربیت کرنا ان کا فرض ہے ؎

اس طرح احمدی کارکنوں کو گرفتار کرکے یہ کوشش کی جارہی ہے۔ کہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی اُمنگ اور پُرامن جدوجہد کو روک دیا جائے۔ لیکن احمدی اصحاب کا فرض ہے۔ کہ اس کام کو مسلسل جاری رکھیں۔ اور اپنی خدمات کشمیر کمیٹی کو پیش کریں۔ تاکہ ضرورت کے وقت ان سے کام لیا جائے ؎

کشمیر کے متعلق قادیان میں عظیم الشان جلسہ

راہنمایان کشمیر جموں میرپور راجوری بھمبر وغیرہ کی دردناک تقریریں

۲۲ فروری سنہ ۱۹۳۲ء بعد نماز مغرب ایک عظیم الشان جلسہ زیر صدارت جناب میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر "فاروق" منعقد ہوا۔ حاضرین کی تعداد کا اندازہ تین ہزار کے قریب تھا۔ خواتین بھی جلسہ گاہ کے پاس کے مکانات پر موجود تھیں۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد مختلف نظمیں مظلومین کشمیر کے متعلق پڑھی گئیں

مسلمانانِ ریاست کے دردناک حالات

پھر سری نگر۔ جموں۔ میرپور۔ راجوری۔ بھمبر وغیرہ مختلف علاقوں کے موجودہ تحریک کے راہنماؤں نے اپنے اپنے علاقہ کے دردناک چشم دید حالات سُنائے:۔

صدر کشمیر کمیٹی کا شکریہ

سب نے کشمیر کمیٹی کی خدمات اور امداد کا اعتراف کرتے ہوئے شکریہ ادا کیا۔ ایک مقتدر لیڈر نے کہا۔ کہ ہم صدر محترم آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے بے حد ممنون ہیں۔ کہ آپ ہم بے کسوں اور کمزوروں کی مدد محض اسلامی اخوت کی بناء پر کر رہے ہیں۔ ورنہ ہم جیسی بے کس قوم کی خاطر کون اپنے آپ کو تکلیف و مشقت میں ڈالتا ہے

درخواستِ امداد

معزز مقررین نے اپنی تقریروں میں بالوضاحت اپنے مطالبات کی تشریح کرتے ہوئے بتایا۔ کہ ہم کیا چاہتے ہیں۔ اور کیسے پُرامن طریق سے چاہتے ہیں۔ لیکن ہم سے ظالمانہ سلوک کیا جاتا ہے۔ ہر شخص نے اپنے علاقہ میں ڈوگروں کی دہشت و بربریت کے چشم دید اور عینی حالات سُنائے مقررین نے حاضرین سے اپیل کی۔ کہ دعاؤں کے ذریعہ نیز مالی امداد کے ذریعہ ریاست کے مسلم یتیم بچوں اور بیواؤں کی مدد کر کے ثواب حاصل کریں:۔

اس کے بعد مندرجہ ذیل ریزولیوشن پیش کئے گئے جنہیں حاضرین نے بہ اتفاق آراء منظور کیا:۔

پہلی قرارداد

ریاست جموں و کشمیر میں غریب مسلمانوں پر حکام ریاست کے بے دردانہ مظالم ایک ثابت شدہ حقیقت کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ہر طبقہ اور ہر جماعت سے تعلق رکھنے والے قابل اعتماد کشمیریوں اور ہندوستانیوں کے علاوہ معزز یورپین اصحاب کی عینی اور چشم دید شہادات بھی اس بارہ میں موجود ہیں۔ مگر مڈلٹن کمیشن کی رپورٹ سراسر ان حقائق کے خلاف ہے۔ اس لئے مسلمانان قادیان کا یہ جلسہ اس رپورٹ کو سراسر غیر منصفانہ اور خلاف واقعہ یقین کرتے ہوئے اس کی پُرزور مذمت کرتا ہے۔ اور حکومتِ ہند سے استدعا کرتا ہے۔ کہ چونکہ مسلمانوں کی دادرسی کرنے کے بجائے یہ رپورٹ ان کے زخمی دلوں پر نمک پاشی کا حکم رکھتی اور حکام ریاست کو مزید تشدد اور سختی کی جرأت دلانے والی ہے۔ اس لئے اسے کالعدم قرار دے کر ایک نیا تحقیقاتی کمیشن مقرر کیا جائے۔ جس پر مسلمانوں کو اعتماد ہو:۔

دُوسری قرارداد

نمائندگان میرپور و راجوری و پونچھ کے بیانات سُنکر تمام مجمع نے مندرجہ ذیل ریزولیوشن پاس کیا:۔

ریاست جموں و کشمیر خصوصاً مسلمانانِ علاقہ سری نگر ہندواڑہ۔ میرپور۔ پونچھ۔ راجوری اور بھمبر وغیرہ پر ڈوگرہ افواج نے جو انسانیت سوز اور وحشیانہ مظالم کئے ہیں۔ انہیں مدنظر رکھتے ہوئے کوئی مسلمان یہ گوارا نہیں کر سکتا۔ کہ یہ انسان نما درندے ایک منٹ کے لئے بھی ان علاقوں میں رہنے پائیں۔ اس لئے مسلمانانِ قادیان کا یہ عظیم الشان جلسہ ہز ایکسی لنسی وائسرائے ہند اور ہز ہائی نس مہاراجہ بہادر سے پُرزور مطالبہ کرتا ہے۔ کہ ڈوگرہ افواج کو ان علاقوں سے فی الفور واپس بلا لیا جائے۔ ورنہ خطرہ ہے۔ کہ مسلمانانِ ہند میں جو اضطراب اور ہیجان پیدا ہو رہا ہے۔ وُہ ناخوشگوار نتائج کا موجب نہ ہو:۔

گیارہ بجے کے قریب دُعا کے بعد کارروائی ختم ہوئی:۔

کشمیر کمیٹی کا اعلان

احباب کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ تحریک کشمیر کے سلسلہ میں جملہ خط و کتابت سکرٹری آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے پتہ پر ہونی چاہیئے۔ ایڈریس میں کسی شخص کا نام نہ لکھا جائے۔ اور اگر کمیٹی کے عملہ سے متعلق کسی دوست کے نام خط تحریر کرنا ہو۔ تو پتہ پر صرف اس کا نام تحریر کیا جائے کشمیر کمیٹی سے اس کے تعلق کے اظہار کی ضرورت نہیں:۔

خاکسار شمس کاشمیری۔ برائے سکرٹری کشمیر کمیٹی۔

افریقہ کے مسلمانان کشمیر کی مالی امداد

برادرم سراج الحق صاحب نیاسالینڈ سے تحریر فرماتے ہیں:۔

"الفضل" میں کشمیر کے مسلمانوں پر ریاست کشمیر کے مظالم کے خونین واقعات پڑھ کر ارادہ کیا۔ کہ یہاں کے مسلمانوں سے چندہ کی اپیل کروں۔ چنانچہ سب سے پہلے میں نے دوستوں کو "الفضل" کے مضامین کشمیر کے رُوح فرسا واقعات کے متعلق سُنائے جس سے لوگ بہت متاثر ہوئے۔ اور اپنے مصیبت زدہ مفلوک الحال کشمیری بھائیوں سے پوری ہمدردی اور محبت کا اظہار کرتے ہوئے میری چندہ کی اپیل پر بڑی فراخدلی سے لبیک کہا۔ اور اخلاص و محبت سے اس کارِ خیر میں حصہ لیا۔ مندرجہ ذیل چندہ سولہ تجارت پیشہ اصحاب کا ہے۔ جو علاقہ گجرات کاٹھیا واڑ اور سورت کے رہنے والے ہیں:۔

نمبر	نام	پنس	شلنگ	پونڈ
۱	سیٹھ اسماعیل عبدالکریم صاحب	۰	۰	۵
۲	" قاسم حسن صاحب	۰	۰	۳
۳	" عبدالکریم ابا صاحب	۰	۰	۳
۴	" اسماعیل احمد صاحب	۰	۱۰	۲
۵	" ہاشم جتا صاحب		۰	۲
۶	" عمر آدم صاحب	۰	۰	۲
۷	" قاسم ایوب صاحب	۰	۰	۲
۸	" حسین ہاشم صاحب	۰	۵	۱
۹	" محمد عثمان خمیسہ صاحب	۰	۱۰	۲
۱۰	" ہاشم خمیسہ صاحب	۰	۱۰	۲
۱۱	" عثمان حسن سندھی صاحب	۰	۵	۱
۱۲	" ولی محمد آدم صاحب	۰	۵	۱
۱۳	" محمد ہمیر صاحب	۰	۵	۱
۱۴	" عثمان ہاشم ڈوڈیہ صاحب	۳	۱۰	۰
۱۵	الیس ایچ صاحب	۰	۰	۱
۱۶	ایک دوست جو نام ظاہر نہیں کرنا چاہتے۔	۳	۱۰	۰

دعا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ سب چندہ دینے والوں کو جزائے خیر دے۔ خاکسار شمس کاشمیری برائے سکرٹری کشمیر کمیٹی۔

مستریانِ مباہلہ کو قید و جرمانہ

۲۲- فروری سنہ ۳۲ء کو دیوان ہری ونش لال صاحب مجسٹریٹ درجہ اول بٹالہ نے مستریانِ مباہلہ فضل کریم۔ عبدالکریم۔ زاہد۔ اور ان کے کارندے عبدالرحمٰن کو زیر دفعہ ۱۵۳۔ تعزیرات ہند مباہلہ کے اس گندے اور اشتعال انگیز مضمون کی بناء پر جو انہوں نے اپنے پرچہ بابت ماہ جنوری۔ فروری سنہ ۱۹۳۰ء میں شائع کیا تھا۔ اور جس کی اشاعت سے جماعت احمدیہ میں سخت ہیجان پیدا ہو گیا تھا چھ چھ ماہ قید سخت اور ایک ایک سو روپیہ جرمانہ کی سزا کا حکم سُنایا:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۰۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۵ فروری ۱۹۳۲ء | جلد ۱۹

مسلمانان باشندگان کشمیر کی مالی امداد کی اشد ضرورت

مصیبت زدہ بھائیوں کی مدد کرو۔ تاکہ خدا کے غضب سے بچ سکو

مصیبت کی انتہا

مسلمانانِ جموں وکشمیر یوں تو اسی دن سے بے پناہ مظالم اور حد سے بڑھی ہوئی جفاکاریوں کا شکار ہو رہے ہیں۔ جس دن سے انہوں نے ریاست کے انسانیت سوز اور مسلم کش طریق حکومت کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی۔ اور اپنے لئے بالکل ابتدائی اور معمولی حقوق کا مطالبہ پیش کیا۔ لیکن گزشتہ چند دنوں سے جبکہ انہیں "بغاوت" کا مجرم بنا کر اور "باغی" قرار دے کر گشتنی اور گردن زدنی ٹھیرایا گیا ہے۔ ان کی مظلومیت اور تباہ حالی کی کوئی حد نہیں رہی۔ جو حالات اور واقعات اخبارات میں شائع ہو چکے۔ اور ہو رہے ہیں۔ وہ اگرچہ اصل حقیقت کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں۔ تاہم ان سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کی وہ مخلوق جو مسلمان کہلاتی۔ اور ریاست کشمیر کی حدود میں بستی ہے۔ کیسے دردناک اور روح فرسا مظالم کا شکار بنائی جا رہی ہے۔ اور کس بے دردی اور بے رحمی سے ڈوگرہ فوجیں اور ریاستی پولیس نے اس پر یورش کر رکھی ہے۔

چشم دید بیانات

ان مظالم کی داستانیں جو اخبارات میں شائع ہو رہی ہیں۔ اگرچہ نہایت ہی ہیبت ناک ہیں۔ اور ہر شخص جس کے دل میں رحم و انسانیت کا ایک ذرہ بھی باقی ہے۔ انہیں پڑھ کر لرزہ براندام ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ لیکن چشم دید گواہوں اور ستم رسیدہ لوگوں کے اپنے بیانات بتاتے ہیں کہ یہ سب کچھ اصل حادثات کے مقابلہ میں عشر عشیر بھی نہیں۔ اور ریاست کے دور دراز علاقوں میں جہاں سے اول تو ذرائع رسل رسائل کے مفقود ہونے۔ لوگوں کے مبتلائے آلام و مصائب ہو کر ہیبت زدہ ہو جانے اور گھروں سے بے گھر ہو کر جنگلوں اور پہاڑوں میں مارے مارے پھرنے کی وجہ سے اطلاعات کا پہونچنا ناممکن ہے۔ دوسرے حکام نے ڈاک اور تار پر ایسی کڑی پابندیاں عائد کر رکھی ہیں۔ کہ کسی کی مجال نہیں۔ کوئی معمولی سی اطلاع بھی بھیج سکے۔ وہاں کے مسلمانوں پر ایسی قیامت برپا ہے جس کی نظیر مظالم اور جور وجفا کی دنیا میں ملنی محال ہے۔

مسلمانانِ ہند کی غفلت

ان حالات میں ریاست جموں وکشمیر کے تباہ حال مسلمان مصائب و آلام کا شکار مسلمان۔ ڈوگرہ فوجیوں کی جفاکاریوں کا نشانہ مسلمان۔ گھروں سے بے گھر مسلمان۔ فاقہ زدہ مسلمان جس قدر امداد کے محتاج ہیں اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن نہایت ہی رنج و افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ مسلمانانِ ہند سب کچھ جانتے ہوئے اس طرف سے بالکل غافل ہیں۔ اور یہ دیکھتے ہوئے غافل ہیں۔ کہ ریاستی ہندو جو فتنہ و فساد کے بانی تھے۔ جنہوں نے جان بوجھ کر مسلمانوں کو اس لئے اشتعال دلایا کہ انہیں مبتلائے مظالم کر سکیں جنہوں نے مسلمانوں کے تشدد کی جھوٹی اور فرضی داستانیں بیان کر کے ہندو دنیا کو اپنی حمایت اور امداد کے لئے کھڑا کر لیا۔ انہیں کتنے وسیع پیمانہ پر امداد حاصل ہو رہی ہے۔ اور نہ صرف مالی امداد حاصل ہو رہی ہے۔ بلکہ اس کے ساتھ ہی مسلمانوں کی کامل بربادی کے لئے ہر قسم کے سامان بھی میسر ہیں۔ اور وہ ان سے کام لے رہے ہیں۔

ہندوؤں کی سرگرمیاں

آریہ پرادیشک سبھا نے اپنے کثیر التعداد کارندے تمام ریاست میں پھیلا دیئے ہیں۔ جو ریاستی ہندوؤں کو مالی امداد دینے کے علاوہ ان کے دلوں میں مسلمانوں کے خلاف سخت زہر بھر رہے ہیں۔ متعدد مقامات پر ہندوؤں نے لنگر جاری کر رکھے ہیں۔ جو لوگ خود پیدا کردہ حالات کی وجہ سے۔ یا اپنی روائتی بہادری اور دلیری سے کام لیتے ہوئے دیہاتوں سے نکل کر شہروں اور قصبوں میں آ گئے ہیں۔ ان کے کھانے پینے حتیٰ کہ ان کے لڑکوں کی تعلیم کا پورا پورا انتظام کر دیا گیا ہے۔ ان میں نقدی بھی تقسیم کی جاتی ہے۔ غرض ہر قسم کی آسائش اور آرام پہونچانے کے انتظامات کر لئے گئے ہیں۔ ہسپتال قائم کر دیئے گئے ہیں۔ مفت دوائیاں تقسیم کی جا رہی ہیں۔

ریاست کے شاہی خاندان کی امداد ہندوؤں کو

یہ تو عام ہندوؤں کی طرف سے انتظامات ہیں۔ اور جبکہ یہ لوگ مالدار اور آسودہ حال ہونے کے ساتھ ہی قوم پروری کے جذبات سے بھی مالا مال ہیں۔ اور اپنے ہم مذہبوں کی ہر حالت اور ہر موقعہ پر پوری پوری مدد کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ اور اس غرض کے لئے پانی کی طرح روپیہ بہانا ان کے لئے بالکل معمولی بات ہے۔ تو جو انتظامات بھی ان کی طرف سے ریاست کشمیر کے ہندوؤں کے لئے کئے جائیں۔ ان کا ہر پہلو سے مکمل ہونا لازمی ہے۔ لیکن ریاست کے ہندوؤں کی خوش قسمتی دیکھئے۔ ایک طرف تو انہیں ایسے مددگار اور اتنے وسیع الحوصلہ ہم مذہب میسر ہیں۔ اور دوسری طرف نہ صرف ریاست نے سرکاری ذرائع ان کی حمایت میں لگا رکھے ہیں۔ بلکہ مہارانی صاحبہ اور مہاراجہ صاحب بہادر بذات خاص ان کی امداد کے لئے کمربستہ ہیں۔ چنانچہ ہندو اخبارات بڑے فخر کے ساتھ یہ اعلان شائع کر چکے ہیں۔ کہ جب ہندوؤں کا ایک وفد مہارانی صاحبہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو انہوں نے ہمدردی کے ساتھ ڈیپوٹیشن کی معروضات سنیں۔ اور پندرہ ہزار روپیہ ہز ہائی نس مہاراجہ بہادر کی طرف سے اور پانچ ہزار روپیہ اپنے ذاتی اخراجات سے امداد کے لئے عطا فرمایا۔ اور ریلیف کمیٹی کی سرپرستی منظور فرمائی۔ ہز ہائی نس صاحبہ نے وعدہ کیا۔ کہ شاہی خاندان کے ممبران سے مزید امداد دلائیں گی"۔

اس کے علاوہ سرکاری طور پر ہندوؤں کی ہر طرح امداد کرنے کا انتظام کیا گیا۔ وزیر اعظم نے بالفاظ "پرکاش" (۱۴۔ فروری) ہندوؤں کو یقین دلایا۔ کہ" ریاست انہیں ہر قسم کی امداد دے گی"۔ اور ساتھ ہی انہیں "شاہی ہمدردی" کا یقین دلانے کے لئے مہاراجہ بہادر نے اعلان کر دیا کہ اس سال بسنت کا تہوار نہیں منایا جائے گا۔

کیا مسلمان اپنا فرض ادا کر رہے ہیں

جن لوگوں کو ایسا مہاراجہ اور مہارانی میسر ہوں۔ اور جن کی امداد کے لئے نہ صرف پنجاب بلکہ بیرون پنجاب کے ہندو بھی دھڑا دھڑ روپیہ بھیج رہے ہوں۔ وہ اگر پہلے سے بھی زیادہ مسلمانوں کی تباہی و بربادی کے لئے مصروف عمل ہوں۔ تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہو رہا ہے۔ اور اب جبکہ ہندو دیہاتوں سے نکل قصبوں اور شہروں میں پہنچ گئے ہیں۔ ان کی رہائش کے انتظامات مکمل ہو چکے ہیں۔ وہ اپنا مال و اسباب محفوظ مقامات پر پہونچا چکے ہیں۔ یا ریاستی فوجی اور پولیس مین ان کی امداد کے لئے متعین ہو چکے ہیں۔ تو مسلمانوں کو ملیا میٹ کرنا شروع کر دیا گیا ہے۔ ان کا مال و اسباب لوٹا جا رہا ہے۔ ان کے گھروں میں گھس کر مستورات کو بے عزت کیا جا رہا ہے۔ اور ہر رنگ میں ظلم وستم کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ اب دیکھنا یہ چاہیئے۔ کہ ان حالات میں مسلمانان ہند اپنے کشمیر کے بھائیوں کے لئے کیا کر رہے ہیں۔ کیا ان کا فرض نہیں۔ کہ مسلمانانِ ریاست کو تباہی و بربادی سے بچانے کے لئے ہر ممکن مدد دیں۔ ان کے لئے قوت لایموت مہیا کرنے کا انتظام کریں۔ ان کے مقتولین کے پسماندگان کے لئے زیست کا سامان بہم پہونچائیں۔ ان کے مجروحین کی مرہم پٹی کی فکر کریں۔ جنگلوں۔ اور ویرانوں میں پھرنے والوں۔ اس سخت سردی کے موسم میں کھلے آسمان کے نیچے اور سرد زمین کے اوپر دن رات گزارنے والوں کو اپنے گھروں میں پہنچائیں۔

اگر یہ سب کچھ کرنا فرض ہے ۔ اور یقیناً فرض ہے ۔ تو وہ غور کریں ۔ کہ اس فرض کی ادائگی کے لئے انہوں نے کیا کچھ کیا ؟

خدا کی نصرت کس طرح حاصل ہو سکتی ہے

اگر ان حالات کو پیش نظر رکھ کر مسلمان غور کریں ۔ تو انہیں معلوم ہو کہ جس نے اپنے ریاست کے مظلوم بھائیوں اور بہنوں کی امداد کے لئے اپنے مال کا کچھ حصہ دیا ہے ۔ اسے اور بھی دینا چاہیئے ۔ اور جس نے کچھ نہیں دیا ۔ اسے اب دینے سے دریغ نہ کرنا چاہیئے ۔ بے شک ایک ایسی حکومت کے مظالم اور تشدد کے مقابلہ میں جو ہر قسم کے ساز و سامان رکھتی ہے ۔ اور ایسی قوم کے مقابلہ میں جو کثیر التعداد ہونے کے علاوہ بہت مالدار ہے ۔ مسلمانان ہند کی مالی امداد مظلومین ریاست کے لئے کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتی ۔ لیکن اس سے یہ ثبوت ضرور مل سکتا ہے ۔ کہ مسلمان غربت اور فلاکت کے باوجود اپنے مظلوم بھائیوں کی ممکن امداد سے دریغ نہیں کرتے ۔ اور جو کچھ ان کے بس میں ہے ۔ وہ پورے اخلاص کے ساتھ کر رہے ہیں ۔ اگر مسلمان اپنے مظلوم بھائیوں کی محبت اور امداد کو اس حد تک پہونچا دیں ۔ اور اپنے اموال ان کی خاطر کھلے دل سے پیش کر دیں تو خدا تعالیٰ کی تائید اور نصرت ان کی پشت پناہ بن جائے گی ۔ اور ان کی قربانی کے جو اگرچہ دنیا کی نگاہ میں نہایت حقیر ہو ۔ بڑے عظیم الشان نتائج مرتب ہونگے ۔ انشاء اللہ تعالیٰ

مسلمانان کشمیر کی تباہی کا وبال

پس ضرورت ہے ۔ کہ مسلمانان ہند اور خصوصاً مسلمانان پنجاب و سرحد مسلمانان ریاست کشمیر کے متعلق اپنی سچی ہمدردی اور پوری امداد کا ثبوت پیش کریں ۔ تاکہ خدا تعالیٰ کی نصرت جلد سے جلد نازل ہو ۔ اور مسلمانان ریاست کی تباہ حالی خوشحالی سے بدل جائے ۔ ورنہ یاد رکھیں ۔ اگر ان کی غفلت اور سستی سے ریاست کشمیر کی کئی لاکھ مسلمان آبادی ذلت و ادبار کے گڑھے سے نہ نکل سکی ۔ تو اس کا نہایت عبرتناک وبال ان پر بھی پڑیگا اور وہ خود بھی تباہی کے غار میں جا پڑیں گے ۔ وہ لوگ جو اپنی قوم کے ایک حصہ کو مصیبت میں دیکھ کر اس کی طرف سے منہ موڑ لیتے ہیں ۔ اور یہ سمجھتے ہیں ۔ کہ ہمیں کیا ۔ ہم تو محفوظ ہیں ۔ دراصل آنکھیں بند کر کے ہلاکت کی طرف جا رہے ہوتے ہیں ۔ قوم کے ایک حصہ کے کٹنے اور تباہ ہونے سے قوم کا ایک بازو کٹ جاتا ہے ۔ اور جو لوگ کسی قوم کا ایک بازو کاٹ لینے میں کامیاب ہو جاتے ہیں ۔ ان کے لئے دوسری دفعہ دوسرا بازو کاٹ لینا زیادہ آسان ہو جاتا ہے ۔ اور پھر پاؤں کاٹ لینا بھی کوئی مشکل نہیں رہتا ۔ پس مسلمانان ہند جو پہلے ہی اپنی قلت اور غربت کی وجہ سے بے حد مشکلات میں پھنسے ہوئے ہیں ۔ جن کی تباہی و بربادی کے منصوبے برادران وطن مدت سے کر رہے ہیں ۔ اور اب ان کی تکمیل کے خواب دیکھ رہے ہیں ۔ انہیں غفلت اور خود فراموشی کو ترک کر دینا چاہیئے ۔ اور مسلمانانِ ریاست کشمیر جو اس وقت موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا ہیں ۔ ان کی امداد کے لئے کمر بستہ ہو جانا چاہیئے ۔ نہ صرف اس لئے کہ مصیبت اور مظلومیت کے وقت اپنے مسلمان بھائیوں کی مدد کرنا ان کا اخلاقی اور مذہبی فرض ہے ۔ بلکہ اس لئے بھی ۔ کہ ان کی اپنی بہتری اور بھلائی بھی اسی میں ہے

جماعت احمدیہ کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح کا ارشاد

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے جو اپنی توجہ اور کوشش مظلومین ریاست کی حفاظت کے لئے صرف فرما رہے ہیں ۔ اپنی جماعت کو ارشاد فرمایا ہے ۔ کہ ہر احمدی اپنی ماہوار آمدنی میں سے ایک پائی فی روپیہ اس وقت تک مسلمانان کشمیر کی امداد کے لئے ادا کرے ۔ جب تک ان کے مصائب دور نہ ہو جائیں ۔ اور انشاء اللہ جماعت احمدیہ اس ارشاد کی تعمیل اپنے لئے باعثِ سعادت سمجھتی ہے ۔ بلکہ اس کے افراد اس سے بھی زیادہ دینے کا اقرار کر رہے ہیں ؛

تمام مسلمان متوجہ ہوں

لیکن جماعت احمدیہ ایک قلیل اور غریب جماعت ہے ۔ پھر حفاظت اور اشاعت اسلام کا اہم فرض بھی اس کے ذمہ ہے ۔ جس کے لئے وہ اپنے اموال کا ایک معقول حصہ باقاعدہ ادا کرتی ہے ۔ ان حالات میں صرف اس کی امداد ان ضروریات کے لئے کافی نہیں ہو سکتی ۔ جو مسلمانانِ ریاست کے متعلق لاحق ہیں ۔ اور جن کا پورا کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے ۔ اس لئے ضرورت ہے ۔ کہ تمام مسلمان اس موقعہ پر مسلمانانِ کشمیر کی مالی امداد نہایت فراخدلی سے کریں اور آل انڈیا کشمیر کمیٹی کو ان اہم اخراجات کے لئے کافی روپیہ بہم پہونچا دیں جو اس وقت درپیش ہیں ۔ اور جن کی سرانجام دہی کے بغیر مسلمانان ریاست نہ تو مصائب سے بچ سکتے ہیں ۔ اور نہ زندہ رہ سکتے ہیں ؛

ریاست جموں میں انگریزی فوجوں کی ضرورت

علاقہ میرپور اور جموں میں ڈوگرہ فوجیوں کے مظالم کے جو حالات شائع ہو رہے ہیں ۔ اور جن سے ان انگریز افسروں کو بھی پوری طرح آگاہ کیا جا رہا ہے ۔ جو انتظام کے لئے ریاست میں مقیم ہیں ۔ ان کا تقاضا یہ ہے ۔ کہ جلد سے جلد ڈوگرہ فوجوں کو واپس بلا لیا جائے ۔ اور ان کی بجائے اگر ضرورت سمجھی جائے ۔ تو انگریزی فوجوں کو متعین کر دیا جائے ۔ مگر مظلومین کی یہ آواز اس وقت انگریزی حکام کی توجہ اپنی طرف مبذول نہیں کر سکی اور متعینہ افسر اس بارے میں اپنے آپ کو بے اختیار بتاتے ہیں ۔ اس صورت میں بالا دست حکام کو جلد سے جلد متوجہ ہونا چاہیئے ۔

جیسا کہ واقعات سے ظاہر ہے ۔ اس وقت ریاستی حکام مسلمانوں کے خلاف سخت اشتعال میں ہیں ۔ اور وہ اُن کے خلاف انتہائی زور آزمائی کر رہے ہیں ۔ اس مشق ستم سے مسلمانوں کو بچانا حکومت انگریزی کا فرض ہے ؛

’’الجمعیۃ‘‘ کی فتنہ انگیزیاں

نام نہاد ’’جمعیۃ العلماء‘‘ مسلمانوں کے لئے نہ صرف مذہبی امور میں بلکہ سیاسی معاملات میں بھی جس قدر تفرقہ اور انشقاق کا موجب بن رہی ہے ۔ اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے ۔ کہ جمعیۃ علماء ہند کے دائمی ترجمان ’’الجمعیۃ‘‘ نے قریباً ایک ماہ سے اپنے طول طویل صفحات یہ ثابت کرنے کی خاطر وقف کر رکھے ہیں ۔ کہ مسلم کانفرنس کا جو وفد حالات سرحد کی تحقیقات کے لئے گیا ۔ وہ گورنمنٹ ہند کا بھیجا ہوا تھا ۔ اور اس نے جو تحقیقات کی ۔ وہ سرکاری نقطہ نگاہ سے کی ۔ نہ کہ آزادانہ طور پر ؛

اس کے لئے ’’الجمعیۃ‘‘ نے بے حد غلط بیانیوں ۔ افتراپردازیوں اور مغالطہ دہیوں سے کام لیا ۔ اور ابھی تک لے رہا ہے ۔ اور اپنی اس تگ و دو کو آیت قرآنی قل جاء الحق وزھق الباطل ۔ ان الباطل کان زھوقا کا مصداق قرار دے رہا ہے ۔ گویا اس نے ایسی مہم سر کر لی ہے جس سے ’’حق و باطل کا فیصلہ‘‘ ہو گیا ہے ۔ حالانکہ اس ساری فتنہ انگیزی کی غرض محض یہ ہے ۔ کہ مسلمانوں میں سر پھٹول جاری رہے ؛

افسوس ہے ۔ کہ یہ لوگ مسلمانوں کو مذہبی لحاظ سے سخت نقصان پہونچانے کے بعد اب ان کی سیاست کو بھی تباہ کر رہے ہیں ۔ کاش انہیں حالات کی نزاکت اور مسلمانوں کے مصائب اس تباہ کن روِیہ سے باز رکھ سکیں ۔ یا پھر عام مسلمانوں میں ہی اتنی ہمت پیدا ہو جائے ۔ کہ وہ ایسے لوگوں کی باتوں پر کان نہ دھریں ؛

کشمیر کا انگریز وزیر اعظم اور ’’ہندو‘‘

لنڈن کے دوسرے اخبارات اور خصوصاً ٹائمز نے جب ریاست کشمیر کی بے انتظامی اور بد امنی کی بنا پر انگریز وزیر اعظم مقرر کرنے کی تحریک کی ۔ تو ہندو اخبارات نے اس کے خلاف بہت غصہ کا اظہار کیا ۔ اور ملاپ نے تو یہاں تک لکھ دیا ۔ کہ

’’لنڈن کے اخبار ٹائمز نے ریاست کشمیر کے اندر جو ایجی ٹیشن برپا کرائی گئی ہے ۔ اس کی آڑ لے کر انگریز وزیر اعظم کے تقرر پر زور دیا ہے ۔ عجیب معاملہ ہے ۔ کہ ریاست کی موجودہ مشکلات سے اس طرح کا ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔ اور یہ نہیں سوچا جاتا ۔ کہ اس کا ہندوستان کی رائے عامہ پر کیا اثر پڑیگا ۔ اور ہندوستان کے قوم پرست حلقہ جات اس سے کیا نتیجہ اخذ کریں گے ‘‘؛

اب جبکہ انگریز وزیر اعظم کے تقرر پر یہ اعلان ہو چکا ہے ۔ کہ یہ مہاراجہ بہادر کی درخواست اور ان کی خواہش کے مطابق ہوا ہے ۔ تو اس کی ذمہ واری حکومت ہند کی بجائے خود مہاراجہ بہادر پر عائد ہوتی ہے ۔ اور آئندہ جو نتائج رونما ہوں ۔ وہ مہاراجہ بہادر کی طرف ہی منسوب ہونے چاہئیں ؛

باقی رہی ہندوستان کی رائے عامہ جس سے ہندو مراد ہیں ۔ اور ہندوستان کا قوم پرست حلقہ جس سے کانگرسی مراد ہیں ۔ ان میں اگر مظلوموں اور اپنے جائز حقوق کا مطالبہ کرنے والوں کے ساتھ کچھ بھی ہمدردی پائی جاتی اور وہ مسلمان ہونے کی وجہ سے ستم رسیدگان کشمیر کو کس مپرسی اور مظلومیت کے حوالے نہ کر دیتے ۔ تو آج نہ صرف انگریز وزیر اعظم مقرر نہ ہوتا ۔ بلکہ دوسرے انگریز حکام کو بھی ریاست میں دخل حاصل نہ ہوتا ۔ لیکن ریاست نے ایک طرف مسلمانوں کے مطالبات رد کر کے اور دوسری طرف مظالم کا سلسلہ جاری کر کے جب اپنے آپ کو ناقابل ثابت کر دیا ۔ اور پھر خود ہی انگریزوں سے امداد طلب کی ۔ تو اس کا لازمی نتیجہ وہی ہوا ۔ جو ہونا چاہئیے تھا ۔ کہ اس وقت تمام بڑے بڑے محکموں کے انچارج

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

کشمیر کے مظلومین کی امداد کرو

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۱۹ فروری ۱۹۳۲ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :۔

مجھے اس وقت دردِ سر کی شکایت ہے۔ اس لئے زیادہ نہیں بول سکتا۔ نیز بعض ضروری ملاقاتوں کی وجہ سے جمعہ کی تیاری میں دیر ہو گئی۔ اور وقت زیادہ ہو گیا ہے۔ اس لئے نہایت اختصار کے ساتھ احباب کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ میں نے رمضان المبارک کے ایام میں دوستوں کو نصیحت کی تھی۔ کہ جہاں اور امور کے لئے دعا کریں۔ وہاں

کشمیر کے مسلمانوں کے لئے

جو انتہائی تکلیف اور تعدی کے ہاتھوں میں گرفتار ہیں۔ اور طاقت نہیں رکھتے۔ کہ ظلم اور تعدی کا مقابلہ کر سکیں۔ دعائیں کریں۔ میں نے بتایا تھا۔ کہ حکومتیں گو اپنے زور اور طاقت سے کام لیتی ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے جہاں اپنے بندوں کے لئے یہ قانون مقرر کیا ہے۔ کہ امن سے رہیں۔ اور فساد نہ کریں۔ وہاں ان کی

تکالیف دُور کرنے کے لئے راستے

بھی رکھے ہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کی شان سے بعید ہے۔ کہ وہ یہ تو حکم دیتا کہ بعض مواقع پر ہاتھ نہ اٹھاؤ۔ مگر ساتھ ہی تکالیف سے نجات پانے کا کوئی راستہ نہ رکھتا۔ ان راستوں میں سے

ایک راستہ دعاؤں کا

ہے۔ جب کوئی شخص مظلومیت کی حالت میں یا مظلوم کی حمایت کی حالت میں دُعا کرتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ ان دعاؤں کو سنتا ہے۔ مظلومین کشمیر کے لئے دعاؤں کا پہلا نتیجہ جو ظاہر ہوا ہے۔ وہ

وزیر اعظم ریاست کشمیر

کی جو وہاں کے بہت سے واقعات کے ذمہ وار ہیں۔ علیحدگی ہے۔ جو بظاہر تو خرابیٔ صحت کی وجہ سے ہوئی ہے۔ لیکن حقیقتاً اس وجہ سے ہے کہ خدا تعالیٰ نے بعض با اختیار لوگوں پر یہ بات واضح کر دی ہے۔ کہ

فسادات کے لمبا ہونے میں

وزیر اعظم کا دخل ہے۔ اور اس وجہ سے ان کو مجبور کیا گیا ہے۔ کہ اپنے عہدہ سے علیحدہ ہو جائیں۔ میں نے کہا تھا۔ کہ مہاراجہ صاحب کے والد نیک آدمی تھے۔ اور وہ خود نوجوان اور ناتجربہ کار ہیں۔ اور میں ڈرتا ہوں اگر انہوں نے اصلاح نہ کی۔ تو ان کو بھی نقصان نہ پہنچے۔ اس لئے میں نے دوستوں سے کہا تھا۔ کہ ان کے والد کی وجہ سے دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ انہیں

اصلاح کی توفیق

عطا فرمائے۔ اور وہ ظلم جو کسی زمانہ میں بھی جائز نہ تھا۔ مگر اس زمانۂ تہذیب میں تو بہت ہی بھیانک ہے۔ اس کے لئے ذمہ وار افسروں کو علیحدہ کر دیں ؂

میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ ان واقعات و نتائج میں

اللہ تعالیٰ کا ہاتھ

ہے۔ اور پھر میں یہ بھی یقین رکھتا ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ کے منشاء کے خلاف جو راجہ۔ مہاراجہ۔ حکومت یا بادشاہ چلیگا۔ وہ

دکھ اور عذاب میں گرفتار

ہو گا۔ اور جب اس تحریک میں خدا تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔ تو کوئی شخص خواہ وہ کتنا بڑا کیوں نہ ہو۔ اگر اس میں دخل دیگا۔ اور اس کی مخالفت کرے گا تو ضرور مونہہ کی کھائیگا۔ پس دوستوں کو پہلے سے بھی زیادہ

دعاؤں اور توجہ کی نصیحت

کرتا ہوں۔ بتیس لاکھ بندگانِ خدا کی مظلومیت کوئی معمولی بات نہیں۔ کسی انسان کا اگر ایک بیٹا یا بیٹی بیمار ہو۔ تو اسے کسقدر تکلیف ہوتی ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کی اتنی مخلوق جب اس قدر مصیبت میں گرفتار ہے۔ تو یقیناً ہم بھی

آرام کی نیند

نہیں سو سکتے۔ ہم اگر اور کچھ نہیں کر سکتے۔ اگرچہ اور بھی کئی طریق سے ہم ان کی مدد کر سکتے ہیں۔ مثلاً روپیہ سے۔ لوگوں میں ان کے لئے ہمدردی پیدا کرنے سے۔ غرضیکہ کئی ذرائع ہیں۔ لیکن اگر اور کچھ نہیں کر سکتے۔ تو کم از کم دعا۔ تو ضرور کریں۔ اور یہ کوئی

معمولی بات نہیں

وہ لوگ جو خدا پر ایمان نہیں رکھتے۔ بے شک دعاؤں پر تمسخر اڑائیں لیکن جن کا خدا پر ایمان ہے۔ ان کے نزدیک

سب سے بڑا حربہ

دعا ہے۔ اس کے مقابلہ میں نہ حکومتوں کی کچھ حقیقت ہے۔ نہ بادشاہوں اور ان کی افواج کی اور جب اللہ تعالیٰ کسی کے ساتھ ہو۔ تو اس کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا ؂

رسُول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زندگی کا ایک واقعہ

میں نے کئی بار سنایا ہے۔ اس زمانہ میں ایران کے بادشاہ کی ویسی ہی طاقت تھی۔ جیسی آج انگریزوں کی ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ کیونکہ اب پارلیمنٹ ہے۔ اور اُس زمانہ کے ایرانی بادشاہ خود مختار ہوتے تھے۔ اس زمانہ میں کسی شخص نے رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خلاف اسے یہ کہکر بھڑکایا۔ کہ یہ تمہاری سلطنت کے لئے خطرہ ہے۔ اس پر اس نے یمن کے گورنر کو لکھا۔ کہ سنا ہے عرب میں کوئی شخص اس طرح کا ہے اور اس کا وجود ہماری سلطنت کے لئے خطرہ کا موجب ہو سکتا ہے میں تمہیں حکم دیتا ہوں۔ کہ اُسے

گرفتار کرکے

میرے دربار میں حاضر کرو۔ اس زمانہ میں ایران کا اس قدر دبدبہ تھا۔ کہ گورنر نے اس حکم کی تعمیل کے لئے مدینہ میں کسی فوج وغیرہ کے بھیجنے کی ضرورت ہی نہ سمجھی۔ بلکہ صرف تین آدمی بھیج دیئے۔ کہ جا کر پکڑ لاؤ۔ اور ساتھ ہی کہا میری طرف سے یہ سمجھا دینا۔ کہ شاید تمہیں معلوم نہ ہو۔ ایران کے بادشاہ کی کتنی طاقت ہے۔ اور اس کی حکم عدولی کیسے نتائج پیدا کر سکتی ہے۔ بہتر ہے۔ کہ تم اپنے آپ کو سپرد کر دو۔ میں سفارش کروں گا۔ کہ تمہارے ساتھ نرمی کا برتاؤ کیا جائے۔ وہ پیغامبر مدینہ میں آئے۔ اور یہ حکم سنایا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔ میں

تیسرے دن جواب

دوں گا۔ اس وقت مسلمانوں کے پاس کوئی ظاہری سامان نہیں تھے۔ اور زیادہ سے زیادہ ان کا تصرف مدینہ یا اس کے ارد گرد تھا۔ تعداد میں چند ہزار سے زیادہ نہ تھے۔ اور مقابل پر اتنی بڑی سلطنت تھی جتنی آج انگریزوں کی ہے۔ اور چین سے شام تک ایرانی حکومت تھی۔ جس کا مقابلہ آسان نہ تھا۔ لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو وہ ایمان حاصل تھا۔ جو دنیا میں کبھی کسی کو حاصل نہیں ہوا۔ اس لئے آپ کے نزدیک اس حکومت کی کوئی حیثیت نہ تھی۔ آپ کسی بادشاہ سے نہ ڈرتے تھے۔

آپ کا بادشاہ

صرف ایک خدا یعنی اللہ تعالےٰ - تین دن کے بعد جب انہوں نے دریافت کیا۔ کہ فرمایئے۔ آپ کیا جواب دیتے ہیں۔ اور ساتھ ہی پھر کہا۔ کہ ایران کے بادشاہ کی طاقت بہت زیادہ ہے۔ اس لئے آپ اس کے حکم کا انکار نہ کریں۔ ہاں گورنر یمن سفارش کریں گے۔ اور نرمی کا برتاؤ کرنے کی کوشش ہوگی۔ لیکن انکار کی صورت میں تمام عرب تباہ ہو جائیگا۔ آپ نے فرمایا- جاؤ۔ اور جا کر گورنر سے کہدو۔ کہ آج رات

میرے خدا نے تمہارے خداوند کو ماردیا

ہے۔ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اللہ تعالےٰ کی مار اس طرح نہیں ہوتی۔ کہ وہ خود خنجر لے کر آئے۔ بلکہ بندوں کے ہی دلوں میں تحریک کر کے کام لے لیتا ہے۔ انہوں نے یہ سن کر پھر کہا۔ اس کا نتیجہ بہت نقصان دہ ہوگا مگر آپ نے فرمایا۔ تم جا کر یہ کہدو۔ انہوں نے کہا۔ اگر تو یہ بات سچی ہوئی تو ہم مان لیں گے۔ کہ آپ

خدا کے نبیؐ

ہیں۔ ورنہ سارے عرب کے متعلق ہمیں ڈر ہے۔ کہ بادشاہ اسے ویران کر دے گا۔ آخر وہ لوگ واپس آ گئے۔ اور گورنر کو یہ جواب سنا دیا۔ اس نے کہا۔ ہمیں جلدی نہیں کرنی چاہیئے۔ ایران کی اطلاع کا انتظار کرنا چاہیئے۔ کچھ دنوں کے بعد ایران سے ایک جہاز آیا۔ جس پر سے چند سفیر اترے اور گورنر یمن کو ایک خط دیا۔ اس زمانہ کے دستور کے مطابق وہ آداب بجا لایا۔ اور اسے بوسہ دیا۔ لیکن اس کا دل دھڑکنے لگا۔ کیونکہ اس پر حکومت کی نئی مہر تھی۔ جب اس نے خط کھولا۔ تو اس میں لکھا تھا۔ کہ ہم نے اپنے باپ کے ظلم و تعدی کو دیکھ کر اسے

قتل کر دیا

ہے۔ اور اب ہم بادشاہ ہیں۔ اس لئے ہماری اطاعت کا سب سے اقرار لو۔ ہمارے باپ کے دوسرے ظلموں کے علاوہ اس کا ایک وہ حکم بھی تھا۔ جو اس نے

عرب کے ایک شخص

کی جس کا کوئی گناہ نہیں گرفتاری کے متعلق دیا تھا۔ اس لئے ہم اسے منسوخ کرتے ہیں۔ اس پر گورنر پر کھل گیا۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خدا کے رسول ہیں۔ اور اس علاقہ میں اسلام پھیل گیا ۞

تو اللہ تعالےٰ کے کام کے لئے بندوں سے نہیں ڈرنا چاہیئے یہ خطرہ تو ہو سکتا ہے۔ کہ ہماری کمزوریاں اس میں کوئی خرابی نہ ڈال دیں۔ وگرنہ

دنیا کی سب طاقتیں ملکر

بھی اسے نہیں روک سکتیں۔ خدا تعالےٰ کی تائید و نصرت شامل حال ہو۔ تو بڑی بڑی حکومتیں بھی شکست کھا جاتی ہیں۔ پس اللہ تعالےٰ پر توکل کر کے اس کے

مظلوم بندوں کی حمایت

میں لگے رہو۔ ابھی چند روز کی بات ہے۔ کہ یہی وزیر اعظم اتنا زور ریاست میں رکھتے تھے۔ کہ سب ان سے ڈرتے تھے۔ اور کسی کو ان کے منشار کے خلاف چلنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ اس وقت میں نے انہیں کہلا بھیجا کہ یہ سب رعب وداب چند روز کی بات ہے۔ اگر آپ اس عہدہ پر رہنا چاہتے ہیں تو

مسلمانوں کے ساتھ صلح کر لیں

چنانچہ پچھلے دنوں جو میں لاہور گیا۔ تو ان کے بھائی کے پاس جو لاہور میں رہتے ہیں۔ درد صاحب کو بھیجا۔ کہ جا کر کہیں۔ کہ وہ اپنے بھائی کو یہ سمجھائیں۔ کہ مسلمانوں کے حقوق دیدیں۔ اور ظلم و تعدی سے باز آ جائیں۔ ورنہ وہ اپنے عہدہ پر نہیں رہ سکیں گے۔ درد صاحب دس بجے کے قریب وہاں سے واپس آئے۔ اور گیارہ بجے وہ خود اپنے بھائی کے مکان پر پہنچ گئے۔ ان کے بھائی نے میرا پیغام ان کو پہنچا دیا۔ جسے وہ سنتے ہی جموں چلے گئے۔ مگر وہاں جو کچھ ہونا تھا۔ ہو گیا۔ اس میں شبہ نہیں۔ کہ میں نے الہٰی خبر کے ماتحت یہ نہیں کہا تھا۔ بلکہ ان کے متعلق جو خبریں مجھے ملیں۔ ان کو میں نے قبول کر لیا۔ کیونکہ میں جانتا تھا۔ کہ اس میں

اللہ تعالےٰ کا ہاتھ

ہے۔ کشمیر کے باقی ظالم افسروں کو اس سے سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ انسان کے لئے سب سے بڑی تباہی یہ ہوتی ہے۔ کہ وہ خدا تعالےٰ کے ہاتھ کو نہیں پہچانتا۔ اور غرور میں رہتا ہے۔

دوستوں کو چاہیئے۔ کہ

پہلے سے بھی زیادہ دعائیں

کریں۔ اور مالی و جانی قربانیوں کے لئے بھی تیار رہیں میں نے بتایا تھا۔ کہ یہ بھی غلام کو آزاد کرانا ہے۔ اب اس قسم کے غلام تو نہیں۔ جو پہلے زمانہ میں تھے۔ اس لئے اس زمانہ میں ایسے لوگوں کو جو اس طرح مظلوم اور حکام کی تیغ ستم کے نیچے ہیں۔ چھڑانا غلاموں کو آزاد کرانے کے مترادف اور ثواب کا موجب ہے ۞

ماسٹر نظام الدین کو ہاٹی کا چیلنج منظور

ماسٹر نظام الدین صاحب سائنس ماسٹر اسلامیہ ہائی سکول کوہاٹ نے ایک اشتہار بعنوان "قادیانیوں کے لئے انعام حاصل کرنے کا نادر موقعہ" شائع کیا ہے اس کے جواب میں میں بحیثیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک ادنےٰ غلام اور خاکپا ہونے کے ماسٹر صاحب کی خدمت میں مؤدبانہ عرض کرتا ہوں۔ کہ وہ اپنے "دلائل قاہرہ" اور "براہین ساطعہ" ایک پمفلٹ کی صورت میں شائع کر دیں۔ اور بھی جو کچھ چاہیں لکھدیں اور مطبوعہ پمفلٹ کی چند جلدیں باخذ رسید حوالہ انجمن احمدیہ کوہاٹ کردیں بعد ازاں ہماری طرف سے انشاء اللہ پمفلٹ یا کتابی صورت میں ان تمام اعتراضات کا جواب شائع کر دیا جائے گا۔ پھر وہ دونوں پمفلٹ حسب تجویز ماسٹر صاحب منصفین مقبولہ فریقین کے سامنے پیش کئے جائیں گے۔ اور انکو ان پر غور کرنے کے لئے کافی وقت دیا جائیگا۔ جس کے بعد وہ اپنا فیصلہ ہذا کو حاضر ناظر جان کر شائع کر دینگے۔ اگر فیصلہ ماسٹر نظام الدین صاحب کے خلاف ہو۔ تو انعام موعودہ یعنی ۳۰ [illegible] کی اشاعت کے ساتھ ہی کسی امین مقبول فریقین کے پاس وہ جمع کر دیں) مجیب کے حوالے کیا جائے ۞ (خاکسار محمد فخر الدین سکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ کوہاٹ)

ایڈیٹر اہلحدیث کی حدیث دانی

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر چودہویں صدی کے علماء کی طرف سے بارہا یہ اعتراض کیا گیا ہے۔ کہ حضور نے ھٰذا خلیفۃ اللہ المھدی - کو بخاری کی حدیث بتایا ہے۔ یہ اعتراض اخبار اہلحدیث میں بھی کئی بار شائع ہوا ہے۔ ہماری طرف سے بکثرات و مرات اس کا جواب دیا جا چکا ہے۔ کہ اس حدیث کا انتساب بخاری کی طرف سہواً ہے۔ ورنہ اصل میں یہ حدیث حاکم نے مستدرک میں بخاری اور مسلم کی شرط کے مطابق صحیح قرار دے کر روایت کی ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی مشہور اور بےنظیر کتاب ازالہ اوہام میں یہ لکھ کر کہ امام بخاری نے اِمامکم منکم والی حدیث کے سوا امام مہدی کے متعلق کسی حدیث کا ذکر اپنی صحیح میں نہیں کیا۔ مخالفین کے لغو اعتراض کا جواب خود دے دیا ہے۔ اگر علماء کہلانے والے دیانت اور شرافت سے کام لیتے۔ تو حضور کی اس تصریح کے ہوتے ہوئے کبھی آپ پر جھوٹ کی تہمت نہ لگاتے۔ کیونکہ بعض اکابر ائمہ و علماء سے بھی ایسی غلطی ہو جاتی رہی ہے۔ چنانچہ اہل سنت کے مشہور امام علامہ تفتازانی سے بھی اسی قسم کی ایک فروگذاشت بقول علماء حیودہویں صدی ہو چکی ہے۔ اور وہ ان کا حدیث تکثر لکم الاحادیث بعدی کو بخاری کی طرف انتساب کرنا ہے۔ حالانکہ بخاری کے جس قدر رائج الوقت نسخے ہیں۔ ان میں سے کسی میں یہ حدیث نہیں۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اسی قسم کی ایک فروگذاشت ہو جانے پر علماء نے آسمان سر پر اٹھا لیا۔ اور جھٹ آپ پر جھوٹ کا الزام لگا دیا

آج اسی قسم کی ایک غلطی کی طرف ہم ناظرین کو توجہ دلانا چاہتے ہیں۔ اور دکھاتے ہیں۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب جو اپنے آپ کو سردار اہلحدیث خیال کرتے ہیں۔ اور جن کو اپنی حدیث دانی پر بڑا ناز ہے۔ اور دن رات ہمچو ما دیگرے نیست کا ڈھول پیٹتے ہیں۔ انہوں نے بھی ایسی غلطی کا ارتکاب کیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اپنی عربی تفسیر کے صفحہ ۳۲۶ پر ایک مشہور حدیث نحن معاشر الانبیاء لا نورث ما ترکنا صدقۃ کو درج کرتے ہوئے بخاری کی طرف منسوب کیا ہے۔ اور اپنے ادعاء حدیث دانی کا پورا پورا ثبوت دیا ہے۔ حالانکہ نحن معاشر الانبیاء کے الفاظ صحیح بخاری میں نہیں ہیں۔ اگر مولوی صاحب کو اس پر اصرار ہو۔ تو ہمیں بھی بخاری کے اس نسخہ سے اطلاع دیں۔ جس میں یہ الفاظ ہوں۔ ورنہ سمجھ لیں۔ کہ جس بخاری میں نحن معاشر الانبیاء کے الفاظ لکھے ہیں۔ اسی میں ھٰذا خلیفۃ اللہ المھدی کی حدیث موجود ہے ۞

خاکسار جلال الدین شمس احمدی

مذاہب غیر

جنوبی ہند کے عیسائی

مالابار میں عیسائیت کی تبلیغ

عیسائیوں کی ابتدائی تاریخ اور پرانی روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ حضرت یسوع مسیح کے حواریوں میں سے سینٹ تھامس قریباً ۵۲ء میں مالابار میں آئے۔ اور عیسائیت کی تبلیغ کی۔ کئی لوگوں کو اپنا ہم خیال بنایا۔ کلیسائیں قائم کیں۔ نو عیسائیوں کی روحانی تربیت اور نگہداشت کے لئے علماء مقرر کئے۔ غرضیکہ مضبوط بنیادوں پر عیسائیت کو یہاں قائم کیا

سینٹ تھامس کی وفات

ان کی کامیابی کو دیکھ کر ان کے خلاف مالابار کے لوگوں میں بے حد جوش پیدا ہو گیا۔ اور فیصلہ کیا گیا۔ کہ انہیں جان سے مار کر ہندوستان میں عیسائیت کی ترقی کو روک دیا جائے چنانچہ ایک دن وہ ایک پہاڑی پر مصروف عبادت تھے۔ کہ کسی نے نیزہ کے ساتھ انہیں ہلاک کر دیا۔ اس پہاڑی کو اب St. Thomas mount یعنی سینٹ تھامس کی پہاڑی کہا جاتا ہے۔

سینٹ تھامس کا مقبرہ

ان کا مقبرہ ایک بہت بڑے گرجا کے اندر واقع ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ یہ گرجا پرتگال کے رومن کیتھولک عیسائیوں نے مقبرہ کی حفاظت کے لئے اس پر تعمیر کیا تھا۔ اور اب بھی یہی لوگ اس پر قابض ہیں۔ دور دراز کے عیسائی اس مزار کی زیارت کے لئے مدت تک وہاں جاتے رہے۔ "اینگلو سیکسن کرانیکل" کے صفحہ ۳۵۷ پر لکھا ہے کہ انگلستان کے بادشاہ ایلفرڈ کا جب Heathen Danes نے محاصرہ کیا۔ تو اس نے نذر مانی تھی۔ جسے پورا کرنے کے لئے ۸۸۳ء میں اس نے اس مقبرہ پر ایک سفارت روانہ کی۔ اور اگرچہ ان دنوں اس کا کوئی زیادہ رواج نہیں۔ مگر عیسائی اب بھی اس کا بہت ادب و احترام کرتے ہیں۔ عقیدتمند آج کل بھی وہاں جاتے ہیں۔ اور مقبرہ سے سرخ رنگ کی مٹی اپنے امراض کے علاج کے لئے لے جاتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ اس مٹی کے استعمال سے بیماریاں دور ہو جاتی ہیں۔

سینٹ موصوف کے تبرکات

مزار کے بالکل قریب دیوار کے اندر سینٹ موصوف کے بعض تبرکات رکھے ہوئے ہیں۔ مثلاً ایک دانت ہے۔ اس نیزہ کا ایک حصہ ہے۔ جس سے انہیں شہید کیا گیا۔ ان اشیاء کی سال میں ایک بار یعنی دسمبر کو ایک مقررہ دن نمائش کی جاتی ہے۔

سینٹ تھامس کے عیسائی

قریباً سب مؤرخین کا اس پر اتفاق ہے۔ کہ عیسائیت کے بہت ابتدائی ایام سے جنوبی ہند میں عیسائی پائے جاتے ہیں جنہیں سینٹ تھامس کے عیسائی کہا جاتا ہے۔ یہ لوگ قریباً ..... ہم کی تعداد میں اس وقت پہاڑوں کی ڈھلوانوں پر اور ساحل مالابار کی وادیوں میں ایک قوم کی حیثیت سے آباد ہیں۔ ان میں سے چند ایسے خاندان بھی ہیں۔ جن کا دعویٰ ہے کہ سینٹ موصوف کی بشارت کے مطابق اس وقت سے لے کر آج تک بلاانقطاع مسلسل اور بغیر کسی وقفہ کے پادری پیدا ہوتے رہے ہیں۔ ان پادریوں کا موجودہ نمائندہ اپنے آپ کو سینٹ تھامس کی ۶۷ ویں نسل بتاتا ہے

سینٹ تھامس کے عیسائیوں کے عقائد

ان عیسائیوں کو سولھویں صدی میں رومن کیتھولک عیسائیوں نے ورغلا کر اپنے ساتھ شامل کر لیا۔ ورنہ اس سے قبل یہ لوگ الوہیت مسیح کے قائل نہ تھے۔ اور اس وجہ سے عیسائی انہیں کافر و ملحد سمجھتے تھے۔ ان کے گرجا بالکل سادہ اور صاف ستھرے عبادت الٰہی کے لئے مخصوص تھے۔ جن میں نہ کوئی تصویریں ہوتی تھیں نہ بیٹھنے کے لئے نشستیں اور نہ ہی ان میں کوئی درویش یا سادھو لوگ رہتے تھے۔ ان کی عبادت کی تمام کتابیں سیرین زبان میں تھیں۔ غرضیکہ وہ بالکل اس عیسائیت کے قائل تھے۔ جس کی یسوع مسیح نے تعلیم دی ہے اور جسے قرآن پاک نے لن یستنکف المسیح ان یکون عبد اللہ کے الفاظ میں فرمایا ہے۔

پراٹسٹنٹوں کا غلط خیال اور اس کی تردید

اگرچہ اس تھیوری کی تائید میں بیسیوں شہادات اور دلائل موجود ہیں۔ مگر موجودہ دور کے بعض پراٹسٹنٹ عیسائیوں نے اسے تسلیم کرنے سے انکار کیا ہے اور وہ اس بات کو ماننے کے لئے تیار نہیں۔ کہ سینٹ تھامس جنوبی ہند میں آئے ہونگے۔ وہ کہتے ہیں اگر کبھی وہ ہندوستان میں آتے۔ تو بجائے جنوبی ہند کے پنجاب میں عیسائیت کی تبلیغ کرتے۔ جو سب سے پہلا حصہ ان کے راستہ میں تھا نہ کہ اتنے وسیع ملک سے گذر کر جنوبی کونہ میں جا فارت گزیں ہوتے مگر یہ کوئی دلیل نہیں۔ جو شخص فلسطین سے پنجاب آ سکتا ہے۔ اسے پنجاب سے دکن جانے میں کیا چیز حائل ہو سکتی ہے۔ حضرت یسوع مسیح پنجاب سے گذر کر کشمیر گئے۔ اور اسی راستہ سے جو آپ نے اختیار کیا۔ سینٹ تھامس بھی ہندوستان میں آئے۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ اس زمانہ میں مالابار اور جنوبی ہندوستان میں کثرت کے ساتھ یہودی آباد تھے۔ جیسا کہ مسٹر جے ایچ لارڈ نے بھی اپنی تصنیف Attitude & action of the church towards The Jews میں وہاں ان کی موجودگی کو تسلیم کیا ہے اس لئے معلوم ایسا ہوتا ہے کہ جب یسوع مسیح کے پیچھے پیچھے سینٹ تھامس پنجاب میں وارد ہوئے تو آپ نے عیسائیت کی تبلیغ کے لئے انہیں جنوبی ہند جانے کا حکم دیا۔ تا اپنی بعثت کی غرض کو پورا کرنے کے لئے ان سے فائدہ اٹھایا جا سکے۔ اور خود اسرائیل کی گم شدہ بھیڑوں کو جمع کرنے کے لئے کشمیر چلے گئے۔

عیسائیت کے مشرکانہ عقائد

سیرین چرچ کی اس تاریخ کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مشرکانہ اور ملحدانہ عقائد جو آج عیسائیت کے مایۂ ناز ہیں حضرت مسیح اور آپ کے حواریوں کے وہم و گمان میں بھی نہ تھے۔ اور وہ یہودیوں اور مسلمانوں کی طرح ایک خدا کے قائل تھے۔

بائیبل کی اصل زبان

دوسرے اس سے اس زبان کا بھی پتہ چلتا ہے۔ جسے یسوع مسیح کے حواری استعمال کرتے تھے۔ وہ خدا تعالیٰ کو الوہا، روح کو روحا اور صلیب کو شلیوا کہتے تھے۔ اور Eusebius کے Ecclesiastical History London 1729 صفحہ ۹۴ پر لکھا ہے۔ کہ ان کے پاس صرف عبرانی زبان کی انجیل تھی۔ جس سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ موجودہ یونانی بائیبل جو دوسری قوموں میں تراجم کی بنیاد ہے۔ حقیقتاً اصل بائیبل نہیں بلکہ اصل کا ترجمہ ہے۔ اور ممکن ہے کہ یونانی علماء نے اصل عبرانی زبان سے اس کا ترجمہ کرتے وقت اپنے فہم اور مذاق کے مطابق اسے بنا لیا ہو۔

مسیح کا صلیب سے زندہ اترنا

سیرین چرچ کی تاریخ سے تیسری بات جو ثابت ہوتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح صلیب سے زندہ اتر کر ہندوستان میں آئے تھے۔ St. Thomas mount کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ اس پر عیسائیوں کی طرف سے جو کتبہ لگایا گیا ہے۔ افسوس ہے کہ اس وقت اس کے اصل الفاظ ہمیں نہیں مل سکے ہاں ڈاکٹر ... نے اپنی تصنیف Indian Antiquary Vol III کے صفحہ ۳۰۸ انگریزی میں ان کا حسب ذیل ترجمہ ہے

What freed the true messiah the forgiving, the upraising from hardships? The crucification and the anguish of this

اگرچہ اس ترجمہ میں قدرے تصرف سے کام لیا گیا ہے۔ مگر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے مسیح کو صلیب سے نجات دیدی تھی۔ جنوبی ہند کے عیسائیوں کی ایک کتاب Acts of St. Thomas ہے جس میں ایک بیان درج ہے جو سینٹ تھامس بعض بڑے لوگوں کے عیسائی ہونے پر حضرت مریم کو دیتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ حضرت مریم اگر ہندوستان میں موجود نہ تھیں۔ تو وہ کس طرح انہیں کو بات سنا سکتا تھا۔

مسلمانانِ ریاست جموں پر دردناک مظالم

انتہائی وحشت

سرسالہ تحصیل بھمبر میں ۱۵ فروری کو بارہ بجے کے قریب ڈوگرہ فوج نے تمام مسلمانوں کے گھروں کی تلاشی شروع کر دی جس کے دوران میں مسلمانوں کے سامنے کلام مجید کو جلایا۔ اور جھٹکا کیا گیا تمام گھروں کے برتنوں کو توڑا۔ اور اجناس اور غلہ کو زمین پر بکھیر دیا گیا ایک گھر کو جلا دیا۔ کئی عورتوں کو پکڑ کر لے گئے۔ غرض جو ظلم کر سکتے تھے کیا گیا۔ لوگ گاؤں چھوڑ کر میدان میں بھاگ گئے۔ جب ڈوگرہ فوج گاؤں کو لوٹ کر واپس آئی۔ تو لوگوں نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ جو کچھ چاہتے ہو لے جاؤ لیکن ہمارے مذہب اور عورتوں کی بے حرمتی نہ کرو۔ مگر بجائے اس کے کہ ان کے دل میں کوئی رحم آتا۔ انہوں نے گولی چلا دی۔ جس سے بیس مسلمانوں کے قریب وہیں ڈھیر ہو گئے۔ متعدد زخمی ہوئے۔

مندرجہ بالا بیان ۸ آدمیوں نے سول برٹش کے افسر کے پاس میرپور میں دیا۔ اور درخواست کی۔ کہ آپ خود جا کر حالات کا ملاحظہ کریں۔ ہماری نعشیں دلوائیں۔ اور ڈوگرہ فوج کو فوراً واپس بلوائیں تاکہ وہ لوگ جو خوف زدہ ہو کر جنگلوں میں چلے گئے ہیں۔ واپس گھروں میں آجائیں۔ (نامہ نگار)

میرپور میں ماتم کدہ

میرپور ۱۷ فروری۔ آج تین روز سے میرپور میں صف ماتم بچھی ہوئی ہے شہدا کی نعشیں جنکو ڈوگروں نے پہاڑوں میں ذبح کر کے پھینک دیا تھا۔ پوسٹ مارٹم کے لئے میرپور لائی جا رہی ہیں۔ ہم نے تین نعشوں کے متعلق تفصیل کے ساتھ بذریعہ تار اطلاع دینی چاہی لیکن احتساب قائم ہونے کی وجہ سے کامیابی نہ ہو سکی۔ ہر وہ انسان جو ان بے کس و مظلوم نہتے مسلمانوں کی نعشوں کو دیکھتا۔ ڈوگرہ فوج کے جبر و استبداد بیرحمی و سفاکی پر خون کے آنسو بہاتا ہے۔ آہ ظالم ڈوگروں نے فقط گولی چلانے پر ہی اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ کئی شمع رسالت کے پروانوں کے ساتھ وہ ظالمانہ سلوک کیا۔ کہ الامان اور الحفیظ۔ کسی کے کان کاٹ دیئے۔ کسی کی گردن اڑا دی۔ کسی کے پیٹ میں خنجر گھونپ کر انتڑیاں باہر نکال دیں۔ کسی کی ٹانگ نہیں۔ کسی کا بازو ندارد و غرض ایک ایک مقتول سینکڑوں جفاکاریوں کا نشانہ بنا ہوا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بیرحم ڈوگرہ فوج کس شدت سے فرزندان توحید کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے درپے ہے۔ ہمارے نزدیک دنیا کی تاریخ اس قسم کی درندگی اور وحشت و بربریت کی مثال پیش کرنے سے عاجز و قاصر ہے۔ مسلمانان میرپور انتہائی رنج و غم میں مبتلا ہیں۔ مرد، عورتیں۔ بچے۔ بوڑھے۔ سب اپنی بے بسی اور مظلومی پر حیران و سرگرداں ہیں۔ اور ان میں سے ہزاروں مسلمان ڈوگرہ فوج کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر پہاڑوں سے بھاگ کر میرپور میں سول برٹش افسر کے پاس اپنی بے بسی اور مظلومیت کا رونا رو رہے ہیں۔ اور اپنی جان و مال کی حفاظت کے لئے درخواستیں پیش کر رہے ہیں۔ اور نہایت عجز و انکسار سے استدعا کرتے ہیں۔ کہ ڈوگرہ فوج کو واپس بلا کر ان کی جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کی جائے لیکن سول افسر صاحب جواب دیتے ہیں۔ کہ تمہاری درخواستیں حکام بالا کے پاس بھیجدی جائیں گی۔ اسوقت تک چھ نعشیں اور متعدد زخمی میرپور پہنچ چکے ہیں۔ مقتولین کے اسماء اور ان کی ضربات کی تفصیل ذیل میں درج کی جاتی ہے جنکی نعشیں ۱۵ و ۱۶ اور ۱۷ فروری کو لائی گئیں۔

مقتولین کی فہرست

(۱) امام دین ولد وہاب دین عمر ۳۰ سال ساکن تاراکوٹ تحصیل کوٹلی۔ دونوں کان کٹے ہوئے۔ پچھلی طرف سے گردن کٹی ہوئی۔ دائیں طرف سے انتڑیاں برچھی سے نکلی ہوئیں۔ تمام سینہ زخموں سے چھلنی ہے

(۲) شیخ باغ علی ولد شیخ بہادر کوٹلی سہلاں عمر ۵۰ سال۔ سینہ کے دائیں طرف آخری پسلی کے نیچے گولی کا زخم بایاں بازو ٹوٹا ہوا ہے ایک گولی ناک کے اوپر پیشانی پر ہے۔

(۳) فیروز خان ولد نبا خان۔ کوٹلی سہلاں عمر ۳۵ سال۔ بائیں رخسار پر آنکھ کے نیچے گولی کا زخم۔ پچھلی طرف سے گلا سنگین سے کٹا ہوا۔ سینہ کے بائیں طرف گولی لگی ہوئی۔

(۴) سید منور شاہ ولد فضل شاہ ساکن سبز کوٹ موڑا رما عمر ۶۵ سال دل کے اوپر گولی کا زخم دایں پاؤں گولی سے چھلا ہوا۔ اس علاقہ کے بہت بڑے بزرگ اور نیک آدمی سمجھے جاتے تھے۔ اور اس علاقہ اور بیرونجات میں کئی ہزار مرید رکھتے تھے۔

(۵) کالا ولد دینا کشمیری عمر ۲۵ سال ساکن بھنڈار کی نعش ۱۶ کی شام کو میرپور پہنچی۔ بائیں طرف سینہ کے نیچے گولی کا نشان تھا۔ گولی پچھلی طرف سے لگی۔ اور اگلی طرف سے نکل گئی۔

(۶) ۱۷ فروری کو بالا ولد صاحب دین سکنہ ہری پور عمر ۴۵ سال کی نعش آئی تین گولیاں پچھلی طرف سے لگ کر اگلی طرف سے نکل گئی تھیں ایک ناف کے اوپر دو ناف کے نیچے۔

جب کوئی نعش میرپور پہنچتی ہے۔ تو اس وقت سول برٹش افسر میرپور مع میجر گرانٹ۔ آر۔ اے۔ ایم۔ سی نعش کی رپورٹ مرتب کرنے آجاتے ہیں۔ راجہ محمد اکرم صاحب وزیر وزارت اور چودہری اسد اللہ خان صاحب بیرسٹر ایٹ لاء بھی ہر نعش کے پہنچنے پر آجاتے ہیں۔ چودہری صاحب موصوف اپنے سامنے ہر نعش کا معائنہ کراتے اور مقتولین کے ورثار کو تسلی دیتے رہے چودہری صاحب کے جذبہ ہمدردی سے میرپور کے لوگ بجید متاثر ہیں اور ان کے اخلاق حسنہ کے بے حد مداح ہیں۔

مقتولین کی تصویروں کی ضبطی

پہلے دن جو تین نعشیں پہنچی تھیں۔ انکی تصویر لینے کے لئے مولوی جلال الدین صاحب مولوی فاضل نے بڑی کوشش کے بعد ایک فوٹوگرافر کو رضامند کیا تصاویر مع ورثار کے لے لی گئیں۔ مگر جب فوٹوگرافر واپس جا رہا تھا۔ تو راستہ میں مسٹر میسٹ اسسٹنٹ سول برٹش آفیسر نے فوٹوگرافر سے حکماً پلیٹ لیکر ضائع کر دی مسلمانوں نے کسی قسم کا جلوس نہیں نکالا۔ بلکہ نہایت پرامن طریق سے اپنے مقتول بھائیوں کو دفن کر دیا ہے۔ شہدا کے ورثار کا بیان ہے۔ کہ ڈوگروں نے نعشوں کو خشک نالوں میں پھینک کر اوپر مٹی ڈال دی تھی۔ چار دن کی متواتر جدوجہد کے بعد کچھ لاشیں برآمد ہوئی ہیں بیسیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے جلا دیا گیا یا کھوہ میں بہا دیا گیا۔ جنکا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ ڈوگرہ فوج کی سنگدلی اور بے رحمی ملاحظہ فرمائیں پہلے بلا وجہ پرامن اور نہتے مسلمانوں پر گولیوں کی بوچھاڑ کی جاتی ہے۔ اور پھر مقتولوں کو سنگینوں سے ٹکڑے ٹکڑے کیا جاتا ہے نعشوں کا مطالبہ کرنے پر ورثار کو گولی چلانے کی دھمکی دی جاتی ہے۔ کیا اس سے بڑھ کر دنیا میں وحشت اور بربریت کی کوئی مثال مل سکتی ہے۔ (نامہ نگار از میرپور)

جھوٹے الزامات میں گرفتاریاں

میرپور ۱۷ فروری۔ علاقہ میرپور میں ہندوؤں نے جب سے دیکھا ہے کہ گھروں کو آگ لگانے کا جو الزام مسلمانوں پر لگایا جاتا تھا۔ وہ اب بے حقیقت ثابت ہو گیا ہے۔ تو انہوں نے اپنی فطری عیاری سے کام لیکر ان پر چوری یا ڈاکہ کے بے سروپا الزام لگا کر انہیں گرفتار کرانا شروع کر دیا ہے۔ آج ہی کا ذکر ہے کہ صبح دس بجے کے قریب میرپور سے بہت سی ڈوگرہ پولیس اور گورہ فوج کی ایک پلاٹون پانچ سکھوں کی معیت میں موضع پوٹھی گئی۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ موضع اگر دتھانہ چوکھہ میں تین ماہ ہوئے ایک فرضی نقب زنی ہوئی تھی جسمیں ابتدائی رپورٹ میں سکھوں نے بیان دیا تھا۔ کہ ہمارا کسی پر شبہ نہیں آج تین ماہ بعد غریب مسلمانوں سے انتقام لینے کے لئے بعض بیگناہوں کو گرفتار کرایا گیا اور فوج لیکر میرپور آئی۔ ان کی خانہ تلاشی لی گئی لیکن کچھ برآمد نہیں ہوا۔ البتہ ایک ملزم کی لڑکیوں کی اوڑھنیوں کی نسبت سکھوں نے دعوےٰ کیا۔ کہ یہ ہماری ہیں اور پولیس نے ثبوت پیدا کرنے کے شوق میں ایک ملزم کے مکان سے جو تیلی سے گھلوں میں پھیرنے والی ایک آہنی سلاخ پر یہ ظاہر کرتے ہوئے قبضہ کر لیا کہ یہ سلاخ نقب زنی کا آلہ ہے حالانکہ کوئی ذی ہوش انسان اسے باور کرنے کو تیار نہیں۔ لیکن پولیس کو کون کہہ سکتا ہے۔ کہ جھوٹی ہے۔ اسی قسم کی اخبار یا دوسرے مقامات سے آرہی ہیں۔ کہ ہندو جسکو بھی چاہتے ہیں۔ گرفتار کرا دیتے ہیں اگر کسی مسلمان کے گھر سے کوئی برتن یا کپڑا یا نوٹ یا زیور نکل آئے۔ تو ہندو فوراً کہتے ہیں۔ کہ یہ ہمارا مسروقہ مال ہے۔ گویا کسی مسلمان کے گھر سے کسی برتن یا کپڑے یا زیور یا نقدی کا برآمد ہونا بھی جرم ہے۔ خواہ وہ اس کی اپنی ملکیت ہو۔

ہندوؤں نے عام طور پر مشہور کر رکھا ہے۔ کہ مسلمانوں کی جو نعشیں برآمد ہو رہی ہیں۔ وہ سلیح ڈاکہ میں مقتول ہوئے۔ لیکن آج تک کوئی ہندو

144

مسلم ایسوسی ایشن جموں کی اہم قراردادیں

جنرل اجلاس ینگ مینز مسلم ایسوسی ایشن منعقدہ ۷ ر فروری ۱۹۳۲ء میں حسب ذیل قراردادیں منظور کی گئیں:-

کشمیر کمیٹی کا شکریہ

(۱) بالاتفاق منظور ہوا۔ کہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے تحریک کشمیر کے آغاز سے لیکر اس وقت تک جو شاندار اور بیش بہا امداد مظلومین کشمیر کی دامے درمے اور قدمے انجام دی ہے بغریب مسلمانان کشمیر اس کے لئے اراکین کمیٹی مذکور کا دلی شکریہ ادا کرتے ہوئے ان کی بے غرض اور بے لوث اسلامی خدمت کو بنظر استحسان دیکھتے ہیں:-

مسجد حضوری باغ کے متعلق قرارداد

(۲) مسجد ملحقہ حضوری باغ کو دشمنوں نے دانستہ آگ لگائی تاکہ مسلمانوں کے جذبات مشتعل ہوں۔ اور گرد و نواح کے راجپوتوں کے ذریعہ غریب مسلمانوں پر کوئی نئی آفت توڑی جائے اور بعد میں مسلمانوں کو قید و بند کی تکالیف کا تختہ مشق بنایا جائے لہذا بالاتفاق قرار پایا۔ کہ پرائم منسٹر صاحب کشمیر سے پوچھا جائے۔ کہ پولیس کی تفتیش کا کیا نتیجہ برآمد ہوا۔ اور ریاست نے اس واقعہ کے متعلق بھی کوئی پریس کمیونک شائع کیا ہے۔

مسلمانان موضع کٹھو کے متعلق قرارداد

(۳) موضع کٹھو میں راجپوتوں نے مسجد کی در بندی کر کے مسلمانوں کو نماز سے روک رکھا ہے۔ بالاتفاق قرار پایا۔ کہ پرائم منسٹر صاحب سے استفسار کیا جائے۔ کہ حکومت نے اس کے متعلق کیا کارروائی کی ہے:-

کوئیں پر سور کی ٹانگ

(۴) موضع نروال اور دگیانہ کے متعلقہ کوئیں پر جو شیخ کا کنواں کہلاتا ہے۔ سور کی ایک ٹانگ پانی بھرنے کی چرخی سے لٹکائی گئی تھی اور کچھ حصہ سور کے جسم کا کنوئیں سے برآمد ہونا بیان کیا جاتا ہے چونکہ چاہ مذکور سے چار پانچ دیہات کے مسلمان پانی حاصل کرتے تھے۔ اس لئے کسی دشمن اسلام کی یہ حرکت اشتعال انگیز ہونے کے علاوہ بعید کمینہ ہے۔ لہذا بالاتفاق قرار پایا۔ کہ معاملہ مذکور کے متعلق پرائم منسٹر صاحب سے استفسار کیا جائے۔ کہ انہوں نے اب تک کیا کارروائی کی ہے

حال کے فسادات کے متعلق قرارداد

(۵) میرپور۔ کوٹلی۔ راجوری۔ بھمبر کے علاقوں میں ہندوؤں کے غلط پروپیگنڈا کی بنا پر جو مظالم ڈوگرہ فوج نے مسلمانوں کو گولی کا نشانہ بنا کر کئے ہیں۔ اب دنیا سے پوشیدہ نہیں رہے مسلمانوں کو یوں تباہ و برباد کرنے کے بعد ان پر مقدمات چلانے کے لئے ایک مشہور مسلم آزار پولیس افسر چودھری رام چند۔ ڈی۔ آئی۔ جی۔ کو تفتیش کے لئے مقرر کرنا زخمی دلوں پر نمک پاشی کے مترادف ہے۔ کیونکہ پولیس افسر مذکور نے گزشتہ فسادات جموں کے دوران میں مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کرنے میں نمایاں حصہ لیا ہے لہذا حکومت سے مطالبہ کیا جاتا ہے۔ کہ مقامات مذکور میں تحقیقات کے لئے ایک آزاد کمیشن مقرر کیا جائے۔ نیز قرار پایا۔ کہ پنجاب سے جو مسلمان۔ ڈی۔ آئی۔ جی۔ علاقہ جات مذکور میں تحقیقات کے لئے منگوایا گیا ہے۔ اس کی بجائے چودھری رام چند۔ ڈی۔ آئی۔ جی۔ کا تقرر کسی صورت میں بھی مسلمانوں کو مطمئن نہیں کر سکتا چودھری رام چند جیسے مسلم آزار افسر کو فوراً واپس کیا جائے۔ اور جیسا کہ پہلے طے پایا تھا۔ تمام علاقہ جات مذکور کی تحقیقات پنجاب سے آنے والے مسلمان پولیس افسر کے سپرد کی جائے:-

مسلح سکھوں اور ہندوؤں کی آمد

(۶) گزشتہ کئی روز سے پنجاب سے سکھ اور ہندو مظلومین میرپور کے پردہ میں مسلح ہو کر جموں شہر میں داخل ہو رہے ہیں جن کا اس طرح شہر میں داخل ہونا مسلمانوں کے لئے مزید خطرات کا باعث ہو رہا ہے۔ لہذا قرار پایا۔ کہ گورنر صاحب جموں اور پرائم منسٹر صاحب کی توجہ فوراً اس طرف مبذول کرائی:- (سکرٹری ینگ مینز مسلم ایسوسی ایشن جموں)

ڈلٹن رپورٹ اور مظلوم مسلمانان کشمیر

جموں ۲۰ ر فروری کل کے اسلامی جرائد میں ڈلٹن رپورٹ کے وہ اقتباسات جو ایسوسی ایٹڈ پریس کی معرفت بہم پہنچائے گئے مسلمانان کشمیر کے لئے بحد یاس انگیز ہیں۔ مسلمانوں نے ڈلٹن کے ساتھ محض اس توقع پر تعاون کیا تھا۔ کہ یہ کمیشن دلال کمیشن کی طرح مسلمانوں کے ساتھ انصاف کرنے میں جانبداری سے کام نہ لیگا۔ لیکن افسوس سے

"اے بسا آرزو کہ خاک شدہ"

نہ معلوم کونسے مصالح کے ماتحت ایک انگریز کو جو بظاہر غیر جانبدار نظر آتا تھا۔ یوں انصاف کا خون کرنا پڑا۔ سچ تو یہ ہے۔ کہ آج سوائے خدا کے مسلمانان کشمیر کی داد رسی کرنے والا کوئی بھی نظر نہیں آتا۔ (نامہ نگار)

سردار اکرم خان وزیر وزارت میرپور

۲۰ ر فروری سردار اکرم خان وزیر وزارت میرپور جو ایک ریاستی مسلمان ہونے کے لحاظ سے ہر طرح ریاست کا حق نمک ادا کرنے میں مصروف رہتے ہیں۔ صرف اس لئے ہندوؤں کے ہدف ملامت بنے ہوئے ہیں۔ کہ آپ مسلمان ہیں۔ آپ کو حکومت نے اس وقت میرپور میں تعینات کیا۔ جب وہاں تحریک سول نافرمانی شروع ہو چکی تھی۔ اس لئے آپکو مسلمان ہونے کی وجہ سے بعید تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ ادھر آپکو حکومت کی خوشنودی مدنظر تھی۔ ادھر مسلمانان کشمیر آپکو اپنا مخالف سمجھتے تھے۔ کیونکہ تعیناتی کے بعد ان غریبوں پر وہ مظالم توڑے گئے۔ کہ الامان و الحفیظ۔ آپ چونکہ مسلمان ہیں ہندو آپ کو باغیوں کا ہمدرد ظاہر کر کے آپ کو نقصان پہنچانے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ ہندو جرائد کے پروپیگنڈا سے متاثر ہو کر مشیر مال صاحب کے حضور میں آپکی حاضری ضروری سمجھی گئی ہے لیکن مسٹر سالسبری ڈپٹی کمشنر متعینہ میرپور نے آپکو وہاں رکھنے کے لئے جموں میں تار دیدیا۔ ہندو پھر چراغ پا ہو رہے ہیں۔ کہ سردار اکرم خان کو مسٹر سالسبری نے کیوں وہاں روک لیا۔ ان کی جموں میں حاضری اور جواب دہی ضروری ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ ضرور آپ کو نقصان پہنچایا جائے (نامہ نگار)

مسجد محلہ چوگان فتو جموں میں بم

جموں ۲۱ ر فروری۔ گزشتہ رات مسجد محلہ چوگان فتو میں جس کو چند یوم ہوئے دشمنان اسلام نے جلانیکی کوشش کی تھی۔ ٹھیک ۸ بجے جبکہ نمازی نوافل پڑھ رہے تھے۔ ایک خوفناک دھماکا ہوا۔ اور آن کی آن میں تمام مسجد دھوئیں سے بھر گئی۔ ایک نمازی اسی وقت سردار بہر سنگھ کو جو مسجد کے پڑوس میں رہتے ہیں مسجد میں لے آیا جنہوں نے امام مسجد مولوی محمد اعظم کی معیت میں ڈی۔ آئی۔ جی۔ کو اطلاع دی۔ اتنے میں چند اور مسلمان موقع پر پہنچ چکے تھے۔ آخر سردار امر سنگھ۔ ڈی۔ آئی۔ جی۔ اور میاں عبد الرشید۔ ڈی۔ ایس۔ پی مع چند کانسٹیبلوں کے آ پہنچے۔ اور تحقیقات شروع کر دی۔ دیکھنے سے معلوم ہوا ہے۔ کہ مسجد کی مشرقی دیوار کا چونا بم کے صدمے سے اڑ گیا ہے۔ اور دیوار پر دو دو گز تک کسی جلانے والی چیز کے آثار موجود ہیں۔ شکر ہے۔ کہ سید محبوب شاہ بخاری اور امام مسجد صاحب جو قریب ہی نوافل پڑھ رہے تھے۔ بال بال بچ گئے نیز بم ٹھیک اس جگہ پھینکا گیا۔ جہاں چند لمحے پیشتر سید صاحب موصوف نے اذان دی تھی۔ حادثہ کے بعد اراکین ینگ مینز مسلم ایسوسی ایشن موقع پر پہنچ گئے جن کے کہنے پر دو کانسٹیبل رات بھر مسجد کی نگہداشت کرتے رہے معلوم ہوا ہے۔ کہ پولیس رات کو پھٹے ہوئے بم کے کچھ حصے اپنے ساتھ لے گئی تھی۔ اور کچھ لوہے کے تیز اور چھوٹے چھوٹے ٹکڑے صبح دستیاب ہوئے ہیں۔ واضح رہے۔ کہ مسجد کے ارد گرد تمام مکانات ہندوؤں سکھوں کے ہیں اگر یہی واقعہ کسی مندر میں پیش آتا۔ تو اب تک نہ جانے کتنے مسلمان جکڑ دیئے جاتے لیکن چونکہ معاملہ مسلمانوں کا ہے۔ اس لئے مفسدہ پردازوں کا ابھی تک کوئی سراغ نہیں لگایا گیا۔ مسلمان خاموشی کے ساتھ ہندوؤں کی سینہ زوریاں دیکھ رہے ہیں۔ جو بیرونجات کے مسلح سکھوں کے بل بوتے پر مسلمانوں سے متصادم ہونا چاہتے ہیں۔ بیرون ریاست کے سکھوں کی جن کے پاس لمبی لمبی کرپانیں ہیں۔ اور ہندوؤں کی جو اسلحہ رکھتے ہیں آمد مسلمانوں کے لئے نہایت ہی تشویش انگیز ہے اور خطرات کا موجب ہے مگر کوئی انہیں پوچھنے والا نہیں۔ اور ان کی شہ پر ریاستی ہندو فتنہ پردازی کر [illegible]

خریداران الفضل جن کے نام وی پی ہونگے

مندرجہ ذیل اسماء گرامی ہیں ان اصحاب کے جن کا چندہ سالانہ ۱۵ فروری سے ۱۵ مارچ ۱۹۳۲ء تک کسی تاریخ کو ختم ہوتا ہے مہربانی فرما کر چھ ماہ یا ایک سال کا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیجدیں ورنہ انتظار کر کے مارچ کے پہلے ہفتے میں وی پی کئے جائیں گے۔ ہر وی پی کی وجہ سے ۵ر آپ کو زیادہ دینے پڑیں گے (مینیجر الفضل)

نمبر خریداری	نام
۸۰۷۵	مستری حسن محمد صاحب
۸۱۰۶	میاں اللہ یار صاحب
۸۱۴۰	محمد الدین صاحب
۸۱۸۰	چوہدری صادق علی صاحب
۸۱۸۲	شیخ ظہور الدین صاحب
۸۱۸۴	قریشی نثار احمد صاحب
۸۱۹۹	خانزادہ امیر اللہ خان صاحب
۸۲۳۵	ملک عزیز احمد صاحب
۸۳۱۴	قاضی محمد اسلم صاحب
۸۳۳۴	میاں غلام محمد صاحب
۸۳۶۵	محمد عزیز صاحب
۸۳۶۶	شیخ عبد الرحمن صاحب
۸۳۶۸	محمد شفیع صاحب
۸۳۸۴	ہند آئرن اینڈ سٹیل ورکس بمبئی
۸۳۸۵	بابو مہر الٰہی صاحب
۸۳۸۸	مرزا جان عالم بیگ صاحب
۸۴۶۲	جناب محمد صادق صاحب
۸۴۷۰	چوہدری جلال الدین صاحب
۸۵۱۴	جناب دانشمند صاحب
۸۵۲۸	اہلیہ محمود دہقان صاحب
۸۵۵۵	جناب حسن محمد صاحب
۸۶۰۵	جناب جلال الدین صاحب
۸۶۰۸	جناب گل محمد صاحب
۸۶۲۱	جناب محمد علی صاحب
۸۶۲۲	چوہدری رحمت اللہ صاحب
۸۶۲۴	بابو غلام نبی صاحب
۸۶۳۱	مرزا محمد صدیق بیگ صاحب
۸۶۳۲	جناب عبد القادر خان صاحب
۸۶۳۵	خواجہ نظام دین صاحب
۸۶۳۶	مولوی عبد الرحمن صاحب
۸۶۴۴	جناب سردار خان صاحب
۸۶۴۷	قادر بخش صاحب
۸۶۴۹	بنت محمد نظیر الحق صاحب
۸۶۵۰	چراغ دین صاحب
۸۶۵۱	چوہدری خان صاحب
۸۶۵۲	فیروز الدین صاحب
۸۶۶۰	حکیم کرم الٰہی صاحب
۸۶۶۱	جماعت احمدیہ چک امیر
۸۶۶۹	منشی محمد شریف صاحب
۸۷۲۰	بابو محمد منیر صاحب
۸۷۶۳	جناب محمد الدین صاحب
۸۷۷۱	چوہدری سلطان علی صاحب
۸۷۷۵	سید عباس علی شاہ صاحب
۸۷۷۷	بابو محمد سعید صاحب
۸۷۸۳	بابو سردار خان صاحب
۸۷۸۵	شیخ عبد الحق صاحب
۸۷۸۶	زین الدین صاحب
۸۷۹۳	عزیز اللہ خان صاحب
۸۷۹۷	امام الدین صاحب
۸۸۴۴	چوہدری ولی محمد صاحب
۸۸۶۴	میاں اقبال حسین صاحب
۸۸۸۱	چوہدری غلام محمد صاحب
۸۹۱۰	خواجہ عطاء اللہ صاحب
۸۹۱۷	جناب ہیرالال صاحب
۸۹۲۵	سید زین العابدین صاحب
۸۹۲۷	جناب مراد بخش صاحب
۸۹۲۹	شمس الدین صاحب
۸۹۳۱	منشی عبد الغنی صاحب
۸۹۳۶	امام بخش صاحب
۸۹۳۸	احسن میر صاحب
۸۹۴۳	ایم اے سلیم صاحب
۸۹۴۵	احمد الدین صاحب
۸۹۴۶	شیخ کرم الدین صاحب
۸۹۴۷	خواجہ غلام محمد صاحب
۸۹۴۹	خلیفہ مستری علی محمد صاحب
۸۹۵۰	چوہدری محمد شفیع صاحب
۸۹۵۱	منشی رحمت علی صاحب
۸۹۵۴	میاں محمد الدین صاحب
۸۹۵۷	کمال دین صاحب
۸۹۵۹	محمد ایوب صاحب
۸۹۶۰	غلام احمد صاحب
۸۹۶۲	ملک غلام نبی صاحب
۸۹۶۶	پیر محمد شاہ صاحب
۸۹۶۸	راجہ عبد الرحمن صاحب
۸۹۷۷	غلام محمد صاحب
۸۹۷۸	عبد الجلیل صاحب
۹۰۰۳	محمد صادق صاحب
۹۰۷۵	میاں بشیر احمد صاحب
۹۰۸۴	غلام علی صاحب
۹۰۸۸	بابو غلام احمد صاحب
۹۰۸۹	شیخ سبحان علی صاحب
۹۰۹۱	میاں نور محمد صاحب
۹۰۹۵	میاں منظور احمد صاحب
۹۱۱۴	منشی محمد حسین صاحب
۹۱۲۴	عنایت الٰہی صاحب
۹۱۳۴	امین حمید صاحب
۹۱۴۳	رانا فیض محمد صاحب
۹۱۵۱	چوہدری فتح محمد صاحب
۹۱۵۲	شیخ محمد شفیع صاحب
۹۱۵۷	شیخ محمود حسین صاحب
۹۱۵۸	سیٹھ خیر الدین احمد صاحب
۹۱۶۴	مرزا منظور حسن صاحب
۹۱۷۴	شیخ عبد الغنی صاحب

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

ریاست کشمیر نے سر ہری کشن کول کی خدمات کے صلہ کے طور پر ان کے بھائی کی دو کوٹھیاں واقعہ جموں ایک لاکھ روپیہ میں خریدی ہیں۔

سر موصوف کی وزارت سے علیحدگی پر ہر علاقہ کے مسلمانوں نے کامل مسرت و اطمینان کا اظہار کیا ہے

مسٹر بیٹ اسسٹنٹ سول برٹش افسر مقیم میرپور کو ریاست کی طرف سے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے اختیارات عطا کئے گئے ہیں۔

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ الہ آباد کے حکم کی تعمیل میں میونسپل دفاتر اور گھنٹہ گھر سے کانگرس کے جھنڈے اتار دئے گئے ہیں زیز چیرمین کو نوٹس دیا گیا ہے کہ تمام ماتحت مدارس میں کانگرسی گیتوں کا گایا جانا بند کیا جائے۔

۱۹ فروری کو ریاست گوالیار کی اسمبلی میں نکاح بیوگان کے مسودہ پر بحث ہوئی۔ یہ تجویز کثرت رائے سے منظور کر لی گئی۔ ایک ہندو ریاست میں اس قانون کا نفاذ ظاہر کرتا ہے کہ ہندو اپنے مذہب کو خیرباد کہہ کر ہی امن حاصل کر سکتے ہیں

لندن سے ۲۱ فروری کی اطلاع ہے کہ چین اور جاپان میں از سر نو خطرناک جنگ چھڑ گئی ہے اور مصالحت کی تمام امیدیں منقطع ہو چکی ہیں۔ جاپان نے اہم فوجی پوزیشنوں پر قبضہ کر لیا ہے۔ جاپانی ہوائی جہازوں نے چینی چھاؤنیوں پر خوفناک گولہ باری کی ہے۔ ایک جاپانی قلعہ نذر آتش کر دیا گیا ہے۔

منچوریا میں جو جدید حکومت قائم کی گئی ہے مسٹر ہنری پوئی ما نچو کا سابق شاہنشاہ کو اس کا چیف ایگزیکٹو مقرر کیا گیا ہے۔ یہ شخص ۱۹۰۸ء میں تین سال کی عمر میں تخت پر بیٹھا تھا۔ اور تین سال کے بعد دست بردار ہو گیا تھا اس کے بعد پھر اسے تخت پر بٹھایا گیا۔ اور پھر اتار دیا گیا۔

معلوم ہوا ہے کہ ریاست کپورتھلہ کے ایک گاؤں کی مسجد میں ایک مسلمان مسافر نے اذان کہدی۔ تو سکھ سخت مشتعل ہو گئے۔ مسلمانوں کو سخت زدوکوب کیا۔ اور مسجد نذر آتش کر دی۔

کلکتہ کے ایک کمسن لڑکے کو سول نافرمانی میں حصہ لینے پر پچاس روپیہ جرمانہ کر کے اس کے باپ سے وصولی کا مطالبہ کیا گیا۔ جس نے انکار کیا۔ عدالت نے چھ ہفتہ قید بامشقت کی سزا اسے دیدی۔

۲۰ فروری کو لیجسلیٹو اسمبلی نے ایک ریلیز ایڈوائزری کمیٹی کے تقرر کا فیصلہ کیا ہے۔ جس میں مسلم ممبر ڈاکٹر ضیاءالدین احمد ہیں۔

چین و جاپان میں جنگ نے جمعیتہ الاقوام کو پریشان کر دیا ہے چنانچہ اس کی طرف سے ۵۵ مختلف طاقتوں کے نمائندوں کو مدعو کیا گیا ہے۔ کہ اپنے نمائندے بھیجیں۔ تاکہ مشرق بعید کی اس خوفناک جنگ کے متعلق صورت حالات پر غور کیا جائے۔

۱۹ فروری کو بورڈ آف ٹریڈز لندن سے ایک تقریر میں اس امر کا اظہار کیا۔ کہ ہندوستان سے پچاس کروڑ کا سونا انگلستان میں پہونچ چکا ہے۔

ہندوستان کے محکمہ ڈاک و تار کی رپورٹ بابت ۳۲-۱۹۳۱ء شائع ہو گئی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس سال میں محکمہ کو ۷۶ لاکھ روپیہ کا نقصان ہوا ہے۔ ہم تو اس کی وجہ پوسٹیج میں اضافہ ہی سمجھتے ہیں۔

بمبئی کے ایک جوہری کے متعلق یہ افواہ مشہور ہونے کہ اس نے کانگرسیوں کو غنڈے کہا ہے۔ ۲۲ فروری کو کانگرسیوں نے اس کی دوکان کے سامنے نہایت اشتعال انگیز اور مخاصمانہ مظاہرے کئے۔ دوکان والوں نے دروازے بند کر لئے۔ ہجوم نے زبردستی اندر داخل ہونے کی کوشش کی۔ اور کامیاب نہ ہونے کی صورت میں سائن بورڈ اور دوسرا سامان جو باہر تھا۔ توڑ پھوڑ کر جلا دیا۔ غرضیکہ ہر ممکن طریق سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی۔ کہ وہ غنڈے نہیں۔ بلکہ نہایت شریف لوگ ہیں

۲۲ جنوری کو نیو دہلی میں گول میز کانفرنس کی مشاورتی کمیٹی کا اجلاس وائسرائے بہادر کے زیر صدارت شروع ہوا۔ صدر نے دریافت کیا۔ کہ فرقہ وار سوال کے تصفیہ کے لئے جو بے ضابطہ گفتگو ہو رہی تھی۔ اس نے کوئی ترقی کی ہے یا نہیں۔ جس کا جواب نفی میں دیا گیا۔ چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب۔ ڈاکٹر شفاعت احمد خاں صاحب مسٹر جیکر۔ سر سپرو وغیرہ نے کہا۔ کہ حکومت ہند اس ضمن میں جو فیصلہ کرنا چاہتی ہے۔ وہ جلدی کرے۔ مسلم ممبران کی طرف سے چوہدری ظفر اللہ خاں نے کہا۔ جب تک وہ کمیٹی کے مباحث میں مؤثر طریق پر حصہ نہیں لے سکتے۔ وائسرائے نے وعدہ کیا۔ کہ وہ اس رائے کو بلاتاخیر وزیر اعظم تک پہنچا دیں گے۔

اسمبلی کی نام نہاد قوم پرست پارٹی کی مجلس عاملہ نے ریٹرنچمنٹ کمیٹی سے عدم تعاون کا فیصلہ کیا ہے جسے تمام اجلاس میں منظوری کے لئے پیش کیا جائیگا۔

۲۲ فروری کو اسمبلی کے اجلاس میں ایک ممبر نے دریافت کیا۔ کہ ہندوستان کے بے شمار دیہات میں فوجی دستے کیوں بھیجے گئے تھے۔ فوجی سکرٹری نے جواب دیا۔ کہ بے چینی کے دنوں میں فوجی دستوں کی نمائش عوام میں اعتماد قائم کرنے میں مفید ثابت ہوتی ہے۔

صوبہ سرحد کے علاقہ باجوڑ میں ملائے علی بگری شورش انگیزی کر رہا ہے۔ جس کے انسداد کے لئے حکومت برطانیہ کو ہوائی جہاز بھیجنے پڑے۔ معلوم ہوا ہے کہ شورش شدید نہیں۔

یکم مارچ کو پنجاب کونسل کے اجلاس میں پیر اکبر علی صاحب احمدی نے یہ ریزولیوشن پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے کہ زمینداروں کو مستقل امداد دینے کے لئے حکومت مالیہ میں ۲۵ اور آبیانہ میں ۵۰ فیصدی تخفیف کر دے۔ ایک اور ممبر سرکاری سکولوں میں اچھوت طلباء کی فیس کی معافی کا ریزولیوشن پیش کریں گے۔

مسٹر سالسبری سول برٹش افسر متعینہ میرپور سے موصول شدہ اطلاع کی بناء پر ڈپٹی کمشنر ضلع امرت سر نے گورمکھی میں اشتہارات تقسیم کئے ہیں۔ کہ اس علاقہ میں ہندوؤں اور سکھوں کو جبراً مسلمان بنانے اور ہندو سکھ عورتوں کی عصمت دری کا اس وقت تک کوئی ثبوت نہیں ملا۔

کلکتہ کے ایک زنانہ کالج کی پچاس طالبات اس وجہ سے خارج کر دی گئی ہیں۔ کہ انہوں نے ہڑتال میں حصہ لیا تھا

حضور نظام والئے دکن نے ۱۹ فروری کو نماز جمعہ دہلی کی جامع مسجد میں عام مسلمانوں کے ساتھ ادا کی۔ آپ بالکل سادہ لباس میں تھے۔ لوگوں کا ہجوم بہت زیادہ تھا۔

معلوم ہوا ہے۔ کہ نواب صاحب چھتاری حکومت یوپی کے ہوم ممبر کو اودھ چیف کورٹ کا چیف جج بنایا جانے والا ہے۔

۲۲ فروری کو پشاور پولیس نے اخبارات کے بعض نامہ نگاروں کی تلاشی لی۔ اور فری پریس کے اس نامہ نگار کو جس نے عبدالغفار خاں کا مکان جلائے جانے کی خبر بھیجی تھی۔ گرفتار کر لیا۔

پنڈت جواہر لال اور مسٹر شیروانی کو جس وقت گرفتار کیا گیا۔ وہ الہ آباد سے بمبئی تک جانے کے لئے ریلوے ٹکٹ خرید چکے تھے۔ جن پر پولیس نے قبضہ کر لیا۔ اور محکمہ ریلوے سے ان کی قیمت ۱۱۲ روپیہ تھی۔ وصول کر کے ان کے جرمانہ میں وضع کر لی ہے

نیویارک کی ایک تازہ ترین اطلاع مظہر ہے کہ امریکہ میں اس وقت نوے لاکھ بیکار موجود ہیں

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر وپبلشر نے ضیاءالاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا